DAMAGE BOOK

رفیق مادران

جس کو

لہ امیر چند و پنڈت رگھبر دیال دہلوی سابق طالبعلمان سینٹ سٹیفنز مشن کالج

نے

ڈوکٹر الیف۔ جی سڈنز کی مدرز کمپینین و
ڈوکٹر انیڈرو کومب کی منیجمنٹ اوف انفنسی

سے

بہ نظر افادہ مستورات و اطفال ملک

ترجمہ و تالیف کیا

مطبع محب ہند فیض بازار باہتمام منشی جگنا تھ

جولائی ۱۸۹۰ء

طبع اول ۵۰۰ } قیمت { سریرام پوری کاغذ پر چار آنے بلا محصول ڈاک | ولایتی کاغذ پر چھ آنے بلا محصول

فہرست مضامین رفیق مادران

دیباچہ

ناظرین - ہز ایکسیلنسی لارڈ ڈفرن سابق گورنر جنرل و وایسراے ہند کے عہد مین ہر ایکسیلنسی لیڈی ڈفرن نے لیڈی ڈفرن فنڈ کی تحریک جسوقت سے کی اور اُسکی بنیاد قایم ہوئی مجھے ہندوستان کی مستورات کی عام حالت کی درستی اور اصلاح کا بہت خیال ہوا اور مین اُسوقت سے برابر اس فنڈ کی کارروائی کو بغور دیکھتا رہا اور اُسی وقت سے مدام دلمین یہہ خواہش رہی کہ مین بہی اپنی بساط اور ہیچ قابلیت کے موافق کسیطرح اس فنڈ کی امداد اور معاونت کرکے وہ فرض خدمتگذاری بجا لاؤن جو ہر تعلیم یافتہ باشندہ ہند کا ہے - وقتاً فوقتاً میری اس خواہش کو مختلف واقعات وامور کے باعث تحریک ہوتی رہی ہے مین بالخصوص جناب سر چارلس ایلیٹ صاحب منسٹر پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کی اُس تقریر نے جو اُنہون نے عرصہ چند ماہ گذرا کلکتہ کے مدرسہ اسلامیہ مین جلسہ تقسیم انعام کے موقع پر فرمائی تہی مجھکو اس کام پر آمادہ کیا جو اب پبلک کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے - اس تقریر مین سر چارلس موصوف نے ہند کے تعلیم یافتہ نوجوانونکو صرف سرکاری ملازمت پر بہروسہ نکرنے اور علمی تحقیق وتفتیش اور تصنیف وتالیف کی ہدایت کی تہی - انکی اس ہدایت نے میرے دلمین جگہہ پکڑی اور مینے اپنے ہم مدرسہ رفیق پنڈت رگہبر دیال صاحب سے اس معاملہ کو ظاہر کیا - چونکہ انہین ایام مین ہندوستان کے اطفال اور نوجوانون کی اخلاقی تعلیم کیطرف حکام کی توجہ مبذول تہی اور اُسپر بہت زور دیا جا رہا تہا اور ڈاکٹر اینڈرڈ کومب کی کتاب دربارہ انتظام تربیت اطفال اور مدرسہ بلیبین میرے زیر نظر تہیں بمشورہ پنڈت صاحب ان دونون کتب کے ترجمہ اردو کی تجویز ہوئی اگرچہ اس امر کا بہت خیال آیا کہ علمی تالیف اور تصنیف کے میدانمین جوگان بازی کرنیکے لئے مجسے بہت زیادہ لایق شہسوار موجود ہیں اور ہمیں اس مضمون کے اُس حصہ سے جسکو امراض اور علاج سے تعلق ہے بہت کم واقفیت ہے اور یہہ بہی اندیشہ ہوا کہ اہل ملک اس کام کو نظر نکتہ چینی اور عیب جوئی سے دیکہیں گے تو اسمیں سہو وخطا بہی پاوینگے لیکن مصداق اسکے کہ -

عیب جویان سخن ڈہونڈتے ہین عیب **امیر** * جو ہنرمند ہین وہ داد ہنر دیتے ہین -

اہل ملک کی چشم پوشی اور قدر دانی کے بھروسے پر یہہ کام انکی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اردو زبان کی
طبی الفاظ کے ذخیرہ کی کمی اور انگریزی اصطلاحات اور ادویہ کے ہم معنی الفاظ کی عدم موجودگی نے دوسرے
باب کی عبارت کو حسب دلخواہ عمدہ اور عام فہم ہونیکی اجازت نہ دی اگر اہل ملک نے اس کتاب کی قدردانی
کی اور یہہ انکے کچھہ بھی مفید ثابت ہوئی تو بشرط موقع و فرصت اس مضمون کے مختلف حصوں پر وقتاً فوقتاً دیگر
انگریزی کتب سے اردو و ناگری بہاشا میں ترجمہ کر کر مختصر رسالے طبع کرنیکا ارادہ ہے تاکہ مستورات ملک کو
اپنی حفاظت جان اور تندرستی اور اپنی اولاد و اطفال کی صحت جسمانی و اخلاقی قایم رکھنے میں کچھہ مدد ملے۔

اس امر کا تحریر کرنا بھی بے موقع نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے ہدایت نامہ دایان ہند کا
(جسکو قریب عرصہ دو تین سال گذرا بابو اویناش چندر بسواس نے بنگالی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے) دوسرا
حصہ یا ایک جزو ہے اسمیں ایام حمل اور پیدایش کے وقت کا ذکر نہایت تفصیل و توضیح سے مندرج ہے لیکن
پیدایش کے بعد اطفال کے عوارض جسمانی اور معالجہ کی نسبت کافی تفصیل سے نہیں لکھا ہے اور اخلاقی تعلیم کی بابت
کچھہ بھی ذکر نہیں ہے۔ چونکہ انسانی ترقی اور تہذیب کیلئے صرف جسمانی صحت بلا اخلاقی صحت کے جسکا انتظام
ایام طفولیت بلکہ وقت ولادت سے ہی ہونا چاہئیے بالکل ناکافی ہے اسلئے تیسرے باب میں اس کمی کو مختصر پورا
کیا گیا ہے۔ ہمکو اسکا بہت افسوس ہے کہ مختلف سببوں سے اس کتاب کی چھپائی وغیرہ ہماری خواہش اور ارادے کے موافق
عمدہ نہو سکی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس اڈیشن کی اہل ملک نے قدر دانی کی تو عنقریب اسکا دوسرا اڈیشن بہت
ایزادی و توسیع مضمون اور صحت اور عمدگی سے طبع کیا جائیگا اور ان مستورات کے فائدہ کیلئے جو اردو میں
اسکا مطالعہ نہیں کر سکیں اسکا ناگری اڈیشن بھی شایع کیا جائیگا۔

اس امر کا کہ اس کتاب سے ذاتی فائدہ کہاں تک مد نظر رکھا گیا ہے ناظرین اسکی قیمت سے خود خیال فرمالیں
ہم آخر میں انکی معاونت و امداد کے دلی شکریہ کا اظہار فرض سمجھتے ہیں جو لالہ رادھا کشن صاحب سابق
طالب العلم مشن کالج و اسپرنٹنس انجنیر (پنجاب) نے اس کتاب کی تیاری میں ہمیں دی ہے تیسرے باب کا
زیادہ تر انہیں کی کوشش اور قابلیت کا نتیجہ ہے۔

امیر چند - دہلی ۲۰ جولائی ۱۹۰۹ع

باب اوّل فصل اوّل

بچہ کی پیدایش کے بارہ مین

علم طب کے کسی حصہ پر ڈاکٹرون نے اتنی عرق ریزی نہین کی اور اُس عرق ریزی اور
جان نثاری سے اتنی کامیابی حاصل نہین کی جیسی کہ علم دائی گری مین اُن کی کوشش بہی بجا
اور کامیابی بہی ہوئی ہے۔ پہلے پہل جاہل لوگ اپنے وہم و حماقت کے سبب بہت سی تدبیرین
عمل مین لاتے رہے کہ اُنکی اولاد خوب تنومند و توانا ہو اور ہر طرح کی بیماری سے محفوظ رہے۔
لیکن آخر کو یہی پایا گیا کہ قدرت کے کامون مین دخل دینا بیفائدہ ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے تجربہ کار
حکیم اس بات پر متفق ہین کہ بچہ کی پیدایش مین کبہی جلدی نہین کرنی چاہئے۔ اور نہ اُس مین خواہ
مخواہ دخل دینا چاہئے۔ جب ہمکو اسبات کا خیال آتا ہے کہ ہزارون جانین ایسی کوششون کے
سبب سے ہی تلف ہو گئین جنہین لوگون نے قانونِ قدرت سے گریز کرکے اپنی دانائی کو کام فرمایا
اور اُنکے دلون مین یہی سمائی رہی کہ بچہ پیدا ہونیکے وقت خود زچہ بہت کوشش نہین کر سکتی اور نہ اَور
لوگ اُسکی مدد کر سکتے ہین۔

آجکل ہماری بڑی خوش اتفاقی ہے کہ اُس دائی گری کے پیشہ اور طریقہ کا پتہ بہی نہین جو پہلے زمانہ
مین عمل مین آتا تہا۔ بلکہ بالکل نئے طریقون پر عمل ہوتا ہے اور اب ایک عرصہ سے بڑے بڑے عالم
طبیبون کی یہی کوشش رہی ہے کہ اُن مکروہ اور بیہودہ طریقونکو دُور کرین جنکو لوگ غلطی سے بہتر
خیال کرتے تہے کہ گویا اُن سے عورت کو جننے کیوقت مدد ملتی ہے۔ (جیسے خوشبوون اور محرک اشیا وغیرہ کا
پلانا سونگہانا) اور ایسے ایسے طریقے استعمال کرنا جن سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ جنانا ہی گویا ایک فن ہے جسکا
سیکھنا اور سکہانا لازم ہے اور کوئی معمولی یا سہل بات نہین۔

جون جون جننے کے دن نزدیک آتے جاتے ہین عورتین عموماً فکر کے مارے سوکہکر کانٹا ہوتی جاتی

ہین اور بہ دِنون پہلے سے تیاریان کرنے لگتی ہین گویا کوئی بڑی مہم درپیش ہے۔ انکا اسقدر
خوف ور انکی ایسی تیاریان محض فضول ہین کیونکہ اگر پہلے ہی سے انکی صحت مین کچھ فتور نہ آیا ہو تو
انکو خاطر جمع رکھنی چاہئیے کہ قدرت ہی انکی بہت کچھ مدد کرتی ہے عورتونکو جننے کے دنون مین صرف
قدرت پر بہروسہ رکھنا لازم ہے کیونکہ اگرچہ اسطرح بعض اوقات کام دیر سے ہوتا ہے لیکن ہر طرح سے
خوف خطر سے محفوظ رہینگی۔ اگر قدرت کے طریقون مین دخل دیا جائے تو بیشک اسکا انجام تکلیف
اور خطرہ ہوگا۔

حاملہ کی اس قسم کی کوششون سے یہہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اسکی طاقت بالکل زایل ہو جائے اور پہر
اس تکلیف کو جو بچہ جننے کے وقت ہوتی ہے بالکل نہ جہیل سکے اسکے خلاف اگر رحم کا موہنہ اچہی طرح
تیار ہو تو اسکے چوڑانے سے جہلی پہٹ جانیکا اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ فائدہ نہین ہوتا۔ ایسا کرنے سے
اکثر عورتین یا تو بخار مین مبتلا ہو جاتی ہین یا باقی زندگی کیواسطے تکلیف مین مبتلا رہتی ہین۔
یہہ تو اکثر عورتون کی کیفیت ہوتی ہے لیکن انہی پر کیا منحصر ہے۔ اکثر اوقات ڈاکٹر لوگ بہی اپنی
شہرت اور نام کیخاطر شتابی سے خون کرتے ہین کیونکہ جہان انکو خبر لگی کہ فلان صاحب کے بچہ
ہونیوالا ہے اور وہ بلائے گئے ہین فوراً اپنے آلات اور اوزار سنبہال جہٹ پٹ گہر پہنچ جاتے
ہین اور چیر پہاڑ کو بالکل مستعد ہو جاتے ہین تاکہ وہان سے فارغ ہو کر دوسری جگہہ پہونچین اور
بیچاری حاملہ بہی یہی چاہتی ہے کہ جتنی جلدی پاپ کٹے بہتر ہے پس ڈاکٹر صاحب بہی جہٹ پٹ بچہ
کو نکال ڈالنے کی کوشش کرتے ہین خواہ زچہ اور بچہ دونون کی جان کو خطرہ ہو انہین کچھ پروا
نہین کیونکہ جتنی جلدی اپنے کام کو انجام دین اتنی ہی انکی شہرت زیادہ ہوتی ہے اور ادہر جاہل
لوگ بہی دوڑ دوڑ کر انکے پاس آتے ہین۔

بعض موقعون پر تو بیشک ڈاکٹرون کے اوزارون کا استعمال ضروری ہوتا ہے لیکن جہانتک
ہوسکے بہت کم اور بڑی احتیاط سے انکو استعمال مین لانا چاہئیے۔

جب بچہ پیدا ہونیکو ہو زچہ خانہ مین سوائے ایک دائی اور بڑی ہوشیار رشتہ کے اور کوئی نہین ہونا

چاہئے یہہ جو عورتین آپسمین کہدلیا کرتی ہین کہ جب تمہارے درد اُٹھے تو ہمکو خبر کرنا۔ یہہ بالکل مُضر ہے کیونکہ اُسوقت اُنکے وہان ہونے سے زچہ کی تکلیف بڑہتی ہی ہے کچہہ گھٹتی نہین بچہ کے پیدا ہو جانیکے بعد ماکو تازہ ہوا اور آرام کا ملنا ضروری ہے تاکہ بخار وغیرہ سے بچی رہے۔ پس ایسے وقت اور عورتونکو اُسکے پاس ہرگز نہ آنے دینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے اُسکے آرام مین خلل پڑتا ہے اور اگر مبارکبادی وغیرہ کا خیال ہو تو صرف خاوند کی مبارکبادی کافی ہے لیکن اُسکو بہی چند لمحہ سے زیادہ وہان ٹہیرنے دینا نہین چاہئے۔ اور اسی خیال سے کہ اُسکے آرام مین خلل نہ پڑے بچہ کو پاس کے کسی اور مکان مین نہلانا دہلانا چاہئے۔ کیونکہ جب وہ بہت چیختا ہے تو زچہ کے آرام مین بڑا خلل ہوتا ہے۔

اگرچہ خاموشی، آرام۔ تازی ہوا۔ زچہ خانہ کی صفائی۔ زچہ کو معتدل خوراک کا ملنا وغیرہ بخار وغیرہ بچانے اور جلد تندرست ہو کر اُٹہنے کے لئے ضروری ہین۔ لیکن ان سب باتون سے کچہہ فائدہ نہین ہوگا۔ اگر زچہ اپنے بچہ کو دودہ نہ پلائے دودہ جو چہاتیون سے نکلنے کو ہوتا ہے روکا جائے تو اس سے چہاتیون پر نہ صرف جلن ہی پیدا ہو جاتی ہے اور پہول جاتی ہین بلکہ تمام جسم مین سخت بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ دودہ کو چہاتیون کے راستہ سے روک کر اور حصونمین پہیلانا گویا قدرت سے لڑائی باندہنی ہے۔ اس سے زچہ اور بچہ دونون کی جان کو اتنا ہی خطرہ جتنا حمل گرانیکی کوشش مین ہوتا ہے دودہ کو جو اصل مین خون ہوتا ہے بغیر نقصان صحت روک نہین سکتے۔ اگر اسے روک لین تو وہ کسی اور حصہ مین جاکر جمجاتا ہے اور اس سے جان پیدا ہوتی ہے۔ اگر اُسکو دست آور اور پسینہ لانیوالی دوائین دیکر اور طرف سے لگانا چاہین تو دواؤن کے اثر سے مضبوط سے مضبوط عورت کو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔

بعضے لوگ کہتے ہین کہ بہت سی عورتین اپنے بچونکو بالکل دودہ نہین پلاتین پہر بہی بالکل تندرست رہتی ہین۔ لیکن یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر زچہ کی بیماری وغیرہ کے سوائے کسی اور صورت مین بچہ کو دودہ نہ پلایا جائے تو ضرور بچہ اور ماں دونون کو نقصان ہوتا ہے۔ وہی

دائیان جو حاملہ عورتون کے حمل گرانے مین مدد کرنیکو مستعد ہوتی ہین اِسوقت بھی زچاؤن کو یہہ صلاح دیتی ہین کہ وُہ خود دُودہ نہ پلائین اُن سے پلوالین۔ زچاؤن کو اُنکی باتون مین ہرگز نہ آنا چاہئے کیونکہ اگرچہ اُنکو اُسوقت ہی اُسکی تکلیف اور نقصان معلوم نہو لیکن پیچھے ضرور معلوم پڑیگی اِسطرح ایک بچہ سے جو بیرحمی کیجاتی ہے اُس کے سبب سے نہ صرف وُہ بچہ تکلیف پاتا ہے بلکہ وُہ خود آیندہ کیلئے اولاد سے محرُوم ہوجاتی ہین۔

یہہ بات سُنکر دل تھرّاتا ہے کہ بیچاری عورت کی ذات ہی اپنے بچّون کے گلون پر اِسطرح چھری پھیرے لیکن ایسا شایستہ لوگون مین ہی ہوا کرتا ہے اور وُہ بھی شاذ ونادر۔ ورنہ جنگلیون تک مین یہہ دستور نہین۔ وحشیون کی عورتین بچے جنتی ہین دُودہ پلانیکا خیال پہلے سے ہوجاتا ہے چنانچہ نئے دُنیا یعنی امریکہ کی وحشی عورتون کا ذکر ہے کہ وُہ بچّہ کے مرجانیکے بعد بھی اُنکے مونہہ مین چھاتی دیتی رہتی ہین۔ جب بچہ کو دفن کرآتے ہین چند ہفتہ تک ہر روز ایکدفعہ اُنکے مزار پر جاکر بھنی بہیجکر چند قطرے دُودہ کے مُردہ بچہ پر نچوڑ آتی ہین اسیطرح آسٹریلیا کے قریب ایک مقام یعنے Balang Bay کی تصویر مین ایک بیمار بچّہ کی ماں اپنی ایک نس کو چیر کر یہہ چاہتی ہے کہ اپنا خون بیمار بچہ کے بدن مین اُسکی ناف کی راہ سے پہنچا دے تاکہ وُہ تندرست ہوجائے۔ یہہ خیال اُسکو شاید اس سبب سے ہوا کہ جب بچہ پیٹ مین ہوتا ہے تو اُسکی خوراک نال کی راہ سے پہونچتی ہے۔ اسیطرح سے اُسنے اپنا خون اُسی راہ سے پہونچانا چاہا تاکہ بچہ جسکو وُہ اپنی جان سے عزیز جانتی ہے اچھا ہو جائے۔ پس ایسی ایسی مثالونکو دیکھکر اور مہذب قوم کی عورتون کو اپنے بچون پر ستم نکرنا چاہئے۔

خودغرض عورتون کی یہہ محض غلطی ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچے کیلئے دایہ رکھتی ہین اور آپ بالکل بیفکر ہوجاتی ہین اس سے اُنکے بچے اکثر طرح طرحکی بیماریون مین مبتلا رہتے ہین ان سے اُنکو بھی بڑا رنج ہوتا ہے۔ علاوہ ان سب باتون کے یہ سوچنا چاہئے کہ خوشی اور فارغ البالی تندرستی پر منحصر ہے جو عورتین اپنے بچون کو اورون سے دُودہ پلواتی ہین وہ خود بھی تندرست نہین

رہ سکتین جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ بچہ کو دُودھ نہ پلانسے عورت بیمار ہوجاتی ہے اور اُس کے بانجھہ ہوجانیکا بھی احتمال ہے - اِسکے سوا یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رحم پر اسکا بُرا اثر ہوتا ہے اور جب دُودھ رُک جاتا ہے تو اُس جگہہ جاکر جم جاتا ہے اور وہان بہت گہرے اور لاعلاج گہاؤ ہوجاتے ہین -

ایسی ماؤنکو جو یہہ چاہتی ہین کہ اپنے بچّون کو دُودھ جو قدرت نے بچہ کیواسطے اُنکو عطا کیا ہے پلاکر پالین - یقین جاننا چاہئے کہ اگر بخار وغیرہ سے بچی رہین گی تو بہت جلد نہادہو کر اُٹھین گی اور پہر مدت تک تندرست رہین گی - علاوہ اِسکے تمام دائیان بالاتفاق کہتی ہین کہ دُودھ پلاتے وقت عورت کو بڑی خوشی ہوتی ہے اور یہہ خوشی اُنہین کو حاصل ہوسکتی ہے جو بچونکو دُودھ پلاتی ہین جو عورت یہہ فرض (دُودھ پلانا) ادا کرسکتی ہو یا ادا کرنا نہ چاہتی ہو وُہ بچہ کی ماننے کی مستحق نہین - یہی نقص یا بدن کی کمزوری جسکے سبب عورت اپنے بچہ کو دُودھ نہین پلاسکتی اُس کے ہمیشہ کیواسطے کواری رہنے کی بھی کافی دلیل ہوسکتی ہے لیکن اگر بعد شادی ہونیکے کسی بیماری کے سبب وُہ اپنے بچہ کو دُودھ نہ پلاسکے تو اور سے پلوانےمین کچہہ حرج نہین -

القصہ ایام حمل مین ما اور باپ دونکا بڑا مقصد یہہ ہونا چاہئے کہ ہر طرح تندرست رہین اور اس مقصد کے حاصل کرنیکیواسطے ماکو لازم ہے کہ وُہ اپنا معمولی کام بند نکئے جائے مگر یہہ کام قوانین صحت کے خلاف نہو روزمرّہ کی معمولی ورزش آسمین ہنسنا بولنا خوب صفائی رکہنی اعتدال سے کہانا - صاف ہوا مین رہنا - جلدی سونا - سویرے اُٹھنا - موسم کے موافق کپڑے پہننا اور بدن سے اِسطرح کام لینا کہ پسینہ نکلتا رہے یہہ سب ایسی باتین ہین جنکی ان دنونمین اور بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہہ ایسے دن ہوتے ہین کہ ماکی جان کے سوا ایک دوسری اور ننہی جان کی صحت کا بھی دارومدار اِنہی باتون پر ہوتا ہے لیکن اگر اِنمین سے بھی کوئی کام حد سے زیادہ کیا جائے تو دونون کی جان کا ڈر ہے - اور ایسے کہانے سے جو بدن مین حرارت اور ولولہ پیدا کرے - اونچے نیچے رستون مین چلنے اور اپنے دماغ سے بہت کام لینے کے سبب اکثر

حمل گر جاتا ہے -
عمر کا اور کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جب کھانے پینے مین احتیاط اور سادگی کی اتنی ضرورت
ہو جتنی عورت حمل کے دنونمین پرہیز کرنیکے ہوتی ہے - ان دنونمین اکثر عورتون پر ذرا سی
بے احتیاطی اور بدپرہیزی کا بہت اثر ہوتا ہے اور وہ بیمار ہوجاتی ہین لیکن کمزور عورتونکے
معدہ مین ایک خاص طرح کا ولولہ اور فساد پیدا ہوتا ہے جس سے غیر معمولی اور طرح طرح کی کھانے
پینے کی عجب خواہشین پیدا ہوتی ہین -
ان خواہشون کو روکنے کیلئے ناکسن مارنا اور سوچ بچار کر ہر کام کرنا ضروری ہے -
کیونکہ اسکے سبب بہت سی بے تمیز عورتین کھانے پینے مین بے اعتدالی کر بیٹھتی ہین -

فصل دوم

بچون کے دودھ پلانے اور پالنے کے بیان مین

ڈاکٹر روسو صاحب فرماتے ہین کہ ہرچیز جب وہ پرمیشور کے ہاتھون سے نکلتی ہے کامل ہوتی ہے
لیکن جب انسان کے ہاتھون مین آتی ہے تو بگڑ جاتی ہے خصوصاً انسان کی حالت مین یہہ
بات درست ہے - اگر ماننے ایام حمل مین کسی حادثہ یا اپنی بد احتیاطی کے سبب کسی قسم کا نقصان
نہ اٹھایا ہو اور بچہ کی پیدایش کا دن گذر جانیکے بعد نہ مانے اور نہ دائی نے قدرت کی کوششون
مین خلل ڈالا ہو اور نہ انکو روکا ہو تو یہ یقینی امر ہے کہ مضبوط والدین کی اولاد کی ساخت
پیدایش کیوقت اچھی ہوگی اور تندرست و پرطاقت ہی ہوگی - اسکے خلاف مثالین ایسی کمیاب
اور غیر معمولی ہوتی ہین کہ انسے اس امر کے امکان مین کچھہ شک باقی رہجاتا ہے تاہم تخمینہ سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جتنے بچے پیدا ہوتے ہین انمین سے کم سے کم آدھے بارہ برس کی عمر سے پہلے ہی مرجاتے ہین اور جو
اس عمر تک پہونچ جاتے ہین وہ اکثر بالغ ہونے سے پہلے ہی مرجاتے ہین بہتیرون کی نشو و نما رکجاتی ہے
یا صورتین بگڑ جاتی ہین یا اسقدر کمزور ہوجاتے ہین کہ زندگی کی اصلی خوشیون سے حظ نہین
اٹھا سکتے جو ہین یہ قیمتی چیز (بچہ) قدرت کے ہاتھون مین سے لیا جاتا ہے کسقدر برائیان اور

تکلیفین اسپر حملہ کرتی ہین لیکن چونکہ اِن مصیبتون مین سے بہت سی بد انتظامی یا غفلت کا نتیجہ ہوتی ہین اسلئے اِس کتاب مین یہ بیان کرنیکی کوشش کیجائیگی کہ اُنکو سہل اور غافلانہ طریق سے کسطرح روک سکتے ہین۔

فصل سوم

بچون کی صحت اور زندگی پر تازہی ہوا کے اثر کے بیان مین

نئے پیدا ہوتے بچہ کی پہلی ضرورت اُسکے چلانے سے صاف ظاہر ہوجاتی ہے۔ وہ کسی تکلیف سے نہین چلاتا بلکہ اور ہوا کے آنیکے لئے پھیپھڑون کے پھلانیکی گویا کوشش کرتا ہے اور اِسطرح خون کے دورہ کے لئے ایک صاف راستہ کھلنے کا سبب ہوتا ہے۔ ہوا جاندار مخلوق کے وجود کیلئے بہت ضروری ہے جب بچہ رحم مادر مین ہوتا ہے تو اُسکے پھیپھڑے بھچے اور سکڑی ہوئی حالت مین ہوتے ہین اور اُسکے تمام ضروریات نال کے راستہ سے مہیا ہوتے ہین لیکن اُسکی پیدائش کیوقت بہت بڑی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

اس نال کی حرکت پہلے پہل سب سے زیادہ دُور کی حصہ مین بند ہوتی ہے اور اُسکے بعد رفتہ رفتہ بچہ کے زیادہ پاس کے حصون مین بند ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ تمام نال ڈھیلا ہوجاتا ہے اور تمام گردش خون بچہ کے بدن مین محدود ہوجاتی ہے۔ یہہ وہی وقت ہوتا ہے جبکہ تندرست بچہ کے چلانیکی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس چلانے سے اُسکے پھیپھڑون مین ہوا داخل ہوتی ہے۔ اُن کی نلیان اور خانے چوڑے ہوجاتے ہین چہاتی ابھرتی ہے۔ سینہ کی خلا بڑہتی ہے اور خون نہایت آسانی سے دوڑتا ہے۔ لیکن جب ہوا باہر نکلتی ہے تو پھیپھڑے پھر سکڑجاتے ہین اور خون کی گردش پھر تھوڑی دیر کیلئے بند سی ہوجاتی ہے۔ یہہ مفید کام اُسوقت پھر شروع ہوتا ہے جب تازہ ہوا۔ دل اور شاہرگون کی حرکت سے ملکر اندر آتی ہے۔ اور اُسکے بعد زندگی بھر کبھی یہہ سلسلہ بند نہین ہوتا نہایت بڑے اور جان بخش کامون مین سے اِس ایک کام کے بیان مین علم

جراحت کی باریکیون کابیان نہین کیا گیا۔ اُن سے یہہ مضمون زیادہ صحیح اور ٹھیک تو ہو
جاتا مگر اس کتاب کی پڑہنے والی عورتون مین سے کم ہی اُسکو سمجھہ سکتین۔ اسلیئے یہہ بہتر معلوم
ہوا کہ جسقدر عام فہم زبان مین ممکن ہو بچہ کے پیدا ہونیکیوقت اُسکے چلانے کا سبب تبلادیا
جائے۔ اور اُمید ہے کہ اس سے وہ اُس صفائی کیطرف متوجہ ہونگے جسکی قدرتاً اسقدر
ضرورت ہے۔ اس ہوا کا اچھا یا بُرا ہونا جسمین ہم سانس لیتے مین ہمارے کہانے پینے سے
زیادہ نتیجہ آور ہوتا ہے۔ یون تو زندگی کے ہر حصہ مین یہہ امر ٹھیک ہے لیکن بچپن مین نہایت زیادہ
کیونکہ اُسوقت نہایت نازک اور کمزور حالت ہوتی ہے۔ اچھی ہوا بچہ کو طاقت بخشتی ہے اور
خراب ہوا اُسکے نازک جسم کو کمزور کرتی ہے۔ تازی ہوا صحت اور طاقت کا باعث ہوتی
ہے۔ کثیف ہوا کمزوری اور بیماری پیدا کرتی ہے۔ اسلیئے ہر حاملہ عورت کے پہلے احتیاط یہہ
ہونی چاہیئے کہ زچگی کیوقت تو ضرور ہی صحت بخش جگہہ کا انتظام کرے۔ کمرے اُونچے اور
فراخ ہون۔ خشک اور سیل سے محفوظ ہون۔ اگر صبح کے وقت سورج کی روشنی اُسمین
آتی ہو تو اور بہتر ہے۔ ہندوستانی مکانات مین دوسری اور تیسری منزل پر چوبارے زچگی کیلیئے سب سے
عمدہ ہوتے ہین۔ کمرے کو اسطرح رکہنا چاہیئے کہ اُسمین ہوا اچہی طرح آتی رہے اور کسیطرح کا کوڑا
کرکٹ نہو۔ اس سے بچہ کہلی ہوا مین جانے کے لایق بہت جلد ہو جائیگا اور اگر یہہ احتیاط کیجائے
تو بچہ کا کہلی ہوا مین لیجانا نہ صرف بالکل بیخطر۔ بلکہ نہایت مفید ہوگا۔ صرف یہہ احتیاط ہمیشہ
کرلینی چاہیئے کہ اس امر کی جلدی ہونے کے لیئے موسم کیسا ہے؟ عموماً ایک مہینہ گہر سے باہر لیکانا
چاہیئے اسکے بعد دائی خانہ سے ہرے میدانون مین اور اُونچی اونچی جگہون مین پہرانا چاہیئے اور
کیونکہ وہان ہوا بالکل صاف اور کثرت سے ہوتی ہے۔ ہر دم ایسی ہوا مین پہرنے سے طاقت
اور چالاکی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس عمدہ ہوا کے اثر سے بچہ ایسا مضبوط اور صحت ور ہوتا ہے
کہ اور کسیطرح نہیں ہو سکتا۔

ہر ماں کا فرض ہے کہ وہ ہر روز اپنے بچون کو ہوا خوری کے لیئے بہیجے۔ اور نہین بہت دیر تک

کھلی ہوا میں رکھنا چاہئے - اگر انکی مائیں خود انکے ساتھہ جائے تو اور بھی بہتر ہو کیونکہ نوکر اکثر ایسی باتوں میں غفلت کر بیٹھتے ہیں - اور بچہ کو ادھر ادھر لیجانے اور پھرانے کے بجائے سیلی زمین پر بٹھہ یا لیٹ جانے دیتے ہیں - اس میں کچھہ شک نہیں کہ ماکو بھی ہوا کی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی بچہ کو - اور اس سے زیادہ اچھا کام اسکے لئے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی باتوں کیطرف متوجہ ہو -

والدین کو یہہ بات جتلانی بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اپنے بچوں کو جب وہ چھوٹے ہوں تو بالخصوص اور عموماً خواہ کسی عمر کے ہوں ایسے مدرسوں میں نہ بھیجنا چاہئے جہاں بہت لڑکے پڑھتے ہوں کیونکہ ایسی جگہوں کی ہوا اکثر خراب ہوتی ہے - ایک ہی کمرہ میں بہت شخصوں کے سانس لینے سے گو وہ سب بالکل تندرست ہوں ہوا ضرور بگڑ جاتی ہے اور اسکی صحت بخش خاصیت جاتی رہتی ہے اور اس میں سانس لینا بڑا مضر ہے - لیکن اگر ان میں سے کوئی بچہ بیمار ہو جائے تو یہہ بہت اغلب ہوتا ہے کہ اور بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جائیں -

جوہیں بچے ادھر ادھر دوڑنے لگتے ہیں انکو شرارت سے روکنا نہایت ضروری ہے لیکن اس شرارت کے سبب کسی ماکو انہیں دوڑنے بھاگنے اور خوب چلنے پھرنے سے نہ روکنا چاہئے کیونکہ اس سے ان کے بدن کی نشو و نما اور صحت کے قیام میں بڑھی مدد ملتی ہے -

اپنے آرام اور بچوں کے دنگے سے بچنے کی خاطر انہیں مدرسہ میں نہیں ٹالنا چاہئے بلکہ خوب چلنے پھرنے اور اچھلنے کودنے دینا چاہئے - جو کچھہ بیان ہوا اس سے امید ہے کہ معمولی سمجھہ کے آدمیوں کو بھی یقین ہو جائیگا کہ اس سے زیادہ مضر بچوں کے حق میں اور کیا ہو سکتا ہے کہ انکو ۶ - ۷ - گھنٹے اپنی جگہہ بٹھلایا جائے جہاں سے بیماری پیدا ہوتی ہو بجائے اسکے کہ اتنی ہی دیر انکو خوب کھیلنے دیا پس بچپن میں انکو کتابیں پڑھانے کی بجائے اگر کھیل ہی کھیل میں انکی تعلیم ہو تو بہتر ہے -

بچوں کے لئے فراخ کھیل کی جگہہ ہونی ضروری ہے اور اگرچہ یہہ بھی احتیاط رکھنی چاہئے کہ وہ بہت دھوپ میں نہ پھریں مگر انہیں تازگی بخش ہوا میں پھرنے سے کبھی نہیں روکنا چاہئے -

فصل چہارم

ٹھنڈے اور گرم پانی سے نہلانےکے بارہ مین

جب معصوم بچہ کی ابتدائی حاجتون پر غور کی جائے تو تازی ہوا سے دم درجہ پر نہلانےکی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

پہلے پہل بچہ کی بدن پر کچھ چکنی چکنی چیز ہوتی ہے جو سوکہکر پپڑی سی ہجاتی ہے۔اسکو آہستہ آہستہ ایک سپنج اور گرم پانی سے دہوڈالنا چاہئے۔اگر اس پانی مین تہوڑا سا صابون بہی ملا لیا جائے تو بہتر ہو۔بچہ کی کہلاوڑی عموماً اس میل کو جسم سے بالکل صاف کرنا چاہتی ہین گویا یہی سب سے برا میل اُن کے بدن پر ہے اور اُسکا دہونا ضروری ہے۔یہہ نہین جانتی کہ اس سے بچہ کو کسی طرح کا نقصان نہین ہوتا۔جب بچہ کو ۳-۴ دفعہ نہلا دیا جائے تو وہ آپ ہی اُتر جاتا ہے۔یہ ضرور نہین کہ بچہ کے بدن کو خوب رگڑ اور کہرچ کر تکلیف دین۔چربی جیسے چکنے تیل وغیرہ بہی بہت نہین ملنی چاہئین کیونکہ اُن سے مسامات بند ہو جاتے ہین اور بدن کے اندرونی بخارات اچہی طرح نہین نکل سکتے۔کسیطرح کا تیز ست تو کبہی چہونا بہی نہین چاہئے کیونکہ اُس سے بچہ کے بدن پر ضرور جلن ہوگی۔

ڈاکٹر گیلین صاحب کی یہہ ہدایت کہ بچہ کے بدن پر اُس چکنی چیز کے دور کرنیکو واسطے نمک چہڑکنا چاہئے مناسب نہین معلوم ہوتی۔لیکن نمک کو گرم پانی مین گہولکر نہانیکے پانی مین اسلئے ملانا کہ جسم کے مسامات کہل جائین اور سمندر کے پانی سے نہلانا جس سے جسم مین طاقت پیدا ہوتی ہے اچہا ہے۔

زمانہ قدیم مین جب آدمی بہت سختی جہیلنے کے عادی ہوتے تہے جرمنی کے باشندون کا ذکر ہے کہ وہ اپنے معصوم بچون کو وہان کے دریاے رائن کے برف جیسے ٹھنڈے پانیمین نہلایا کرتے تہے تاکہ وہ اُنکے ملک کی سردی جہیلنے کے عادی ہو جائین۔آجکل اسکے خلاف آیا اور داؤنکی یہہ کوشش رہتی ہے کہ جہانتک ہو سکے اُنکے بچے بودے اور کم ہمت ہون اسقدر سختی کا تو نہایت ہی بچپن مین اُنکو متحمل نہین کرنا چاہئے مگر ۵-۶ مہینہ کا ہو جانے تو تازہ پانی سے

نہلانا اچھا ہے کیونکہ اسطرح نہلانے سے اُنمین طاقت اور صحت تو ہوتی ہی ہے مگر ساتھہ ہی اور
طرح طرح کی بیماریون سے بھی جو اکثر بچون کو ہوا کرتی ہین وہ محفوظ رہتے ہین۔ ایک طریقہ اُنکے
نہلانیکا یہان بھی بتایا جاتا ہے یقین ہے کہ مفید ہی ہوگا اور اُس سے کچھہ نقصان نہ پہونچیگا۔
معصوم بچہ کے نہلانیکا پانی تقریباً ایسا گرم ہونا چاہئے جسکی حرارت بچے کی ماکے جسم کی حرارت کے برابر ہو
لوگون کے پاس حرارت جانچنے کا آلہ نہو اُنکو یہہ جتادینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی حرارت
بعینہٖ ویسی ہونی کچھہ ضروری نہین ہے صرف اندازہ کافی ہے اور اندازہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ
ماکے دودہ کی حرارت اور پانی کی حرارت دیکھلین اُنکو فوراً معلوم ہوجائیگا کہ ماکا دودہ زیادہ
گرم ہے یا پانی جب اسطرح اندازہ کرلین تو پانی مین تھوڑا سا صابون بھی ملا دین تاکہ بچے کے ملائم جسم
کو ناگوار نہ معلوم ہو اور اُس سے جسم کی صفائی بھی خوب ہوجائے۔
بچے کو ایسے برتن مین بٹھا کر نہلانا چاہئے کہ جسمین وہ اچھی طرح پھیل پسر کر بیٹھہ جائے تاکہ اگر اُسکے کسی
عضو مین کوئی کمی ہو تو وہ بھی اچھی طرح نظر آجائے کہ اُسکا علاج بچپن مین ہی ہوجائے کیونکہ اگر بچپن
مین اسکا علاج نہو تو تابہ زندگی وہ نقص نہین جا سکتا۔ بچے کو ۵-۶ منٹ سے زیادہ پانی مین
نہ رکھنا چاہئے اور پانی سے نکالتے ہی خوب پونچھکر اُسکو کسی ملائم کپڑے مین ڈھککر اور گود مین لیکر
ذرا ذرا ہلاتے جھلاتے رہنا چاہئے۔ بچون کو اُسوقت نہ نہلانا چاہئے۔ جب اُنکا پیٹ بھرا ہوا ہو
گو وہ کوئی سخت غذا نہین کھاتے صرف ماکا دودہ پیتے ہین۔ بچے کو نہلاتے ہی کھلی ہوا مین کبھی
نہین چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ اسوقت اُسکے مسامات کھلے ہوئے ہوتے ہین اُن مین اگر سرد ہوا
داخل ہوجائے تو بچہ کی صحت کو بڑا نقصان پہونچتا ہے۔ علاوہ اِسکے اُنکا نازک جسم اس قابل
نہین ہوتا کہ یکایک سردی گرمی کی تبدیلیونکو جھیل سکے۔
جبتک بچہ کو شیر گرم پانی سے نہلائین تو دونو وقت صبح و شام اُسی غوطہ دیکر نہلانا چاہئے۔
جب ٹھنڈے پانی سے نہلانیکی نوبت پہونچے تو صرف صبح ہی کے وقت اس طور سے جیسا اُوپر
بیان ہوا نہلانا چاہئے۔ رات کیوقت بچہ کے صرف ہاتھہ پاؤن گرم پانی سے دھونے چاہئین اسطرح بچہ ہر طرح کی

بیماری سے محفوظ رہیگا اور جب بچپن ہی سے صفائی جسم کی عادت پڑجائیگی تو تمام عمر صفائی پسند رہیگا جسکی بدولت اوسکی عمر دراز ہوگی اور طبیعت خوش رہیگی۔

فصل پانچوین

بچونکی پوشاک کے بیان مین ٭

حکیم صاحب کو اتنا فکر اور کسی بات کا نہین ہوتا جتنا بچہ کی پوشاک کا بچہ کو جہانتک ہوسکے تنگ و چست کپڑے کبھی نہین پہنانے چاہئین کیونکہ اگر وضعداری کے خاطر بچپن سے ہی انکے اعضا کو تنگ کپڑے پہناکر (جیساکہ اہل انگلستان مین دستور تہا اور کسیقدر اب بہی ہے) بھیچ دین تو انکی نشو و نما اور صحت مین ضرور فتور پڑجائیگا۔

جبکہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسکو ایک گول مول ماس کا لوتہڑا سمجھکر یہ کوشش کبھی نکرنی چاہئے کہ اُسے تنگ کپڑے وغیرہ پہنانے سے ایک خوبصورت اور عمدہ شکل بنادین بلکہ اونکو یہ سمجھنا چاہئے کہ بچہ گویا بہت سی پتلی پتلی نلیونکا مجموعہ ہے جنمین ایک سیال شے بہری ہوی ہے اور اُس سیال کی حرکت مین اگر ذرا بہی خلل پڑے تو تمام نلیون کے بگڑجانیکا اندیشہ ہے یعنی اگر بچہ کے جسم کے کسی حصّہ کو صدمہ پہونچے تو اُس سے نسون کو اور خون کے دورہ کو بہی نقصان پہونچیگا۔ جسم کو کسی طرح دبانے سے دل اور پہیپہڑونکی حرکت مندی ہوجاتی ہے اور بعض اوقات بالکل بند ہوجاتی ہے اسطرحسے بچہ پر بڑا مہلک اثر ہوتا ہے جسم کے دبانے سے خون کے دورے مین خلل پڑتا ہے جسم کے مختلف حصون مین خوراک نہین پہونچتی۔ نازک ہڈیان ٹیڑہی ہوجاتی ہین تمام جوڑون کی طاقت سلب ہوجاتی ہے نشو و نما رک جاتی ہے الغرض تمام جسم بالکل کمزور اور بدصورت ہوجاتا ہے۔

بچہ کے پوشاک کا صرف وہ حصہ تو ذرہ لپٹا ہوا ہونا چاہئے جو ناف کے گرد ہوتا ہے اور یہہ حصہ اگر فلالین کا ہو تو بہتر ہے تاکہ بچہ کے زیادہ کہینچنے رونے سے ناف اوپر کو نہ اُٹھہ سکے لیکن بہت چُست بہی نہین ہونا چاہئے ورنہ اندیشہ ہوتا ہے کہ جس بُرائی کے روکنے کی کوشش

کہجاے وہ جسم کے کسی اور حصہ مین اور بہی زیادہ ہوجائے ڈاکٹر صاحب کہتے ہین کہ جسم کے اور
کسی حصہ کو دبانے اور حد سے زیادہ گرمی پہونچانے سے اتنا ضرر نہین پہونچتا جتنا سر کو۔ اسلئے
سر کو ہمیشہ ٹہنڈا اور بوجہہ سے ہلکا رکہنا چاہئیے چنانچہ انگریز لوگ ننگے سر رہتے ہین۔
بچہ کے سر پر ایک ہلکی سی ٹوپی ڈوری سے بندہی ہوئی ہونی چاہئیے اور جب بڑے بڑے
بال سر پر آجائین تو کبہی کبہی ٹوپی بہی نہو تو کچہہ ہرج نہین بچونکے کپڑے اُنکے پائون سے دو
تین انچ سے زیادہ لٹکتے ہوے نہ ہونے چاہئین کیونکہ اگر کُرتا وغیرہ بہت نیچا ہو تو اُس سے
صرف میل کچیل تو بیشک ڈہکا رہیگا اور کچہہ فائدہ نہین بلکہ بچہ کے جسم پر زیادہ بوجہہ ہوتا ہے
بچہ کے رات کے کپڑے دن کی پوشاک سے بہی ہلکے ہونے چاہئین لیکن یہہ بہی خیال رکہنا چاہئیے
کہ بچہ کو بہت سردی اگر گرمی نہ لگے یعنے جب بچہ سوتے اٹہے تو یکایک سرد ہوا مین نہ جانے دینا
چاہئیے۔ ہر طرح کی نمی اور میل وغیرہ بچہ کے جسم سے فوراً صاف کرنا چاہئیے کیونکہ نیچے کا کپڑا
جسم سے لگا رہنے کے سبب پسینہ وغیرہ سے خراب ہوجاتا ہے اسلئے اسکو وقتاً فوقتاً بدلتے رہنا چاہئیے۔ اگر بدن کی اندر کی
کثافت جو پسینہ کے ساتہہ نکلتی ہے بہت دیر بدن پر لگی رہے تو ایک قسم کی کہوجہ پیدا ہوجاتی ہے اور جسم کے مسامات بند
ہوجاتے ہین جس سے جسم کے بخارات باہر نہین نکل سکتے اور اسکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مسور خون کو
بند ہوجانے سے یہہ میل یا تو بدن ہی مین رہ جاتا ہے جس سے صحت کو نقصان پہونچتا ہے
یا کسی اور راہ سے جیسے انتڑیون یا پہیپڑون سے باہر نکلتا ہے اس سے انمین بہت تحریک
کے باعث بیماری پیدا ہوجانیکا اندیشہ ہوتا ہے اور کبہی کبہی بدن پر بہی اسکا بڑا اثر ہوتا ہے
یہانتک کہ بڑے تکلیف دہ پہنسی پہوڑے نکل آتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ بچہ کے
بدن کو ہمیشہ صاف رکہنا چاہئیے۔ ایک ہی کپڑا جو بہت روز تک بچہ پہن چکے وہ اُسکو بار بار بغیر
دہوئے اور صاف کئے نہین پہنانا چاہئیے۔ اگر ممکن ہو تو ہر دفعہ نیا ہی کپڑا پہنانا چاہئیے۔ یہہ کوشش
کرنی چاہئیے کہ بچہ زرق برق ہو بلکہ ہر دم صاف رکہنا چاہئیے پس بچونکی پوشاک کے بارہ مین
صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔

بچونکی پوشاک مین خوبصورتی اور وضعداری کا اتنا خیال نہونا چاہیے جتنا کہ اُنکی صفائی کا کیونکہ صفائی پر تندرستی منحصر ہے اور تندرستی وضعداری سے بدرجہا بہتر ہے نری وضعداری تندرستی کے بغیر کسی کام کی نہین اسلئے صحت کیواسطے جو بات مُفید ہو وہ کرنی چاہیئے خواہ عام وضع کچھہ ہی ہو۔

فصل چھٹی

بچونکی خوراک کے بیانمین

بچون کے لئے ماکے دُودہ سے بڑہکر صحت و تندرستی و تیز زندگی کے قایم رکھنے کیلئے اور کوئی چیز دنیا مین نہین ہے اس خیال سے کہ بچے جلد ہی سے توانا ہوجائین اُنکو کسی قسم کی مقوی دوا کسی قسم کا کہانا دینے سے پہلے دینی بڑی غلطی ہے۔ قدرتاً جون جون بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے اور اسکا ہاضمہ بڑہتا جاتا ہے ماکا دُودہ بہی روز بروز زیادہ مقوی ہوتا جاتا ہے جب اِسمین اتنی طاقت آجاتی ہے کہ روٹی وغیرہ ہضم کرسکے تو اُسکے دانت ڈاڑہ نکل آتے ہین پس ان واجبی اور مناسب تبدیلیونکو دیکہکر بہی اگر کوئی اس مُفید طریقہ سے گریز کرکے اپنی عقل آزمائی کرے تو ضرور بچہ کی صحت مین ہمیشہ کے لئے فتور کا آجانا تعجب نہین۔ دیکہو جب بچہ اپنی ماکے پیٹ مین ہوتا ہے تب بہی تو وہ اُسی خوراک سے پرورش پاتا رہتا ہے جو اُسکی ماکے جسم مین سے اُسے پہونچتی ہے پہر کیا ضرور ہے کہ اُسکو پیدا ہوتے ہی اور نئی اور ناموافق خوراک دیجائے جس سے اسکے نازک جسم اور ننہی سی جان کو خطرہ ہو۔

پس بچہ کو دُودہ پلانے سے بچہ کی ما [illegible] جو بڑے بڑے حکیمون نے دُودہ پلانیکے فائدے بیان کئے ہین پورا کرتی ہے یعنی دُودہ پلانے سے زچّہ جلدی نہادہو کر اُٹھتی ہے ہر طرحکی بیماریُ سے بچی رہتی ہے بیاہے جانیکے اصلی خوشی حاصل کرتی ہے اور زیادہ بچے جننے کی قابلیت ظاہر کرتی ہے اپنے خاوند کی محبّت حاصل کرتی ہے اور کُنبے اور باہر کے لوگ سب اُسکی عزت کرتے ہین بچہ اسکا احسان مند ہوتا ہے کیونکہ اُسکی زندگی اُسکے دُودہ

ہی پر منحصر ہے اور سب سے بڑھکر اُسے یہہ اُمید ہوگی کہ ایک دن میری لڑکی بہی اپنے بچونکو دُودہ پلائیگی۔

ڈاکٹر رسو صاحب کا قول ہے کہ اگر بچونکی مائین خود اپنے بچونکو دُودہ پلانا چاہین تو وہ خود یہہ کام بخوبی انجام دیسکتی ہین جب اُنکو کنبے مین رہنے کا مزا پڑ جائیگا تو بداطواری کا خاتمہ ہوجائیگا لڑکونکا شور و غل جو بُرا معلوم ہوتا ہے وہی پہر بہلا معلوم ہونے لگے گا۔ بچون کو پہر باپ کی زیادہ ضرورت ہوگی اور اس سے وُہ ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرینگے۔ جب کنبے کے لوگ مِلے جُلے خوشی سے رہتے ہین تو عورتین بڑی خوشی سے گہر کا کام کرتی ہین اور مرد خوش و بشاش رہتے ہین۔

یہان دُودہ پلانے پر جو اسقدر زور دیا گیا ہے اسکی وجہہ یہہ ہے کہ انگریزی و نیز بعض ہندوستانی عورتین اپنے بچونکو دُودہ پلانے سے اپنی خوبصورتی کے بگڑ جانیکے اندیشہ سے اَورون سے دُودہ پلواتی ہین اور بچے بیمار و کمزور ہو جاتے ہین۔

اگر بچہ کی ماکی صحت مین عیاشی شراب خواری وغیرہ کے سبب سے فتور نہ آیا ہو تو دُودہ پلانے سے وُہ ہرگز کمزور نہین ہوسکتی بلکہ زیادہ طاقتور اور تندرست رہتی ہے اگر کسی قدرتی خرابی کے سبب دُودہ نہ پلا سکتی ہو تو وہ اولاد جننے کی خواہش نکرے۔

بچہ پیدا ہونیکے بعد زچہ کو چند گہنٹے کیواسطے سو جانا چاہیئے تاکہ جننے کی وقت جو تکان ہوتی ہے رفع ہو جائے اور بچہ کو دُودہ پلانے سے پہلے ہی اُسکی چہاتیون مین دُودہ اُتر آئے اس دیر سے بچہ کو کچہہ تکلیف نہین پہونچتی کیونکہ بچہ جسوقت پیدا ہوتا ہے خون اور اُسکے جسم کے اندر کی تازگی سے سیر ہوتا ہے اور اُسکو ابہی کسی قسم کی حرارت یا خوراک کی کچہہ بہی ضرورت نہین ہوتی جب تک کہ آرام پاکر اُسکو دُودہ پلانے کے قابل نہو جائے اگر زچہ کی چہاتیون کی بہٹنی (گہنڈی) بچہ کے مُنہہ مین اچہی طرح نہ آسکتی ہو تو اُسے ذرہ جُہکا کر دُودہ پلانا چاہیئے۔ خیر بہٹنیونکی شکل کچہہ ہی ہو اُنکو پہلے گرم دُودہ اور گرم پانی سے ضرور دہو لینا چاہیئے تاکہ وہ تلخ شئے جو

اُنکے گرد جمجاتی ہے جس سے وہ خراش سے محفوظ رہتی ہین دور ہو جائے اور جبتک زچہ اپنے بچہ کو دُودہ پلاتی رہے اُسے چاہیئے کہ ہمیشہ دُودہ پلانے سے پہلے بھی اُنکو گرم پانی سے دہو ڈالے اور جن عورتون کے بہت دُودہ اترتا ہو اُنکو چاہیئے کہ تہوڑا سا دُودہ بچہ کو پلانے سے پہلے نکالدین کیونکہ اوپر کا دُودہ (اول دُودہ کی بوندین) اکثر تلخ اور بدمزہ ہوتا ہے۔
یہان یہہ کہنے کی تو کچھہ ضرورت نہین معلوم ہوتی کہ جن عورتون کے حد سے زیادہ دُودہ اترتا ہو وہ اندہا دُھند بچہ کو نہ پلائے جائین یہانتک کہ اُسے قے ہو جائے اور اکثر عورتین جو بچہ کو دُودہ پیتے پیتے سو جانے دیتی ہین یہہ اُنکی بڑی غلطی ہے۔ لیکن بچہ کو پیدا ہوتے ہی سوائے دُودہ کے اور کچھہ کہلانیکی کوشش کرنا اور بہی برا ہے۔ دائین تو اکثر ایسا کرتی ہی ہین پر لیکن بعض اوقات بچون کی دائین بہی اِس خیال سے کہ جہاتیون پر زیادہ زور نہ پڑے اور بچہ جلدی طاقت در ہو جائے کچھہ نہ کچھہ کہلا دیتی ہین۔ اگر کوئی دُودہ پلانیوالی بدپرہیز ہو تو اسکا کچھہ اندیشہ نہین ہو سکتا کہ بچہ کیواسطے کافی دُودہ نہ اُترے اس بات سے بہی دلجمعی رکہے کہ اُسکے دُودہ سے بڑہکر بچہ کیواسطے اور کوئی عمدہ خوراک نہین ہو سکتی اور اس سے بہی بڑہکر عورتونکی ایک یہہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ پرہیز واعتدال نہین کہاتی ہین اس خیال سے کہ اگر کہانے پینے مین بہت احتیاط کرین تو اُنکی اور بچہ کی طاقت کم ہو جائیگی یہہ نہین سمجہتین کہ بدپرہیزی سے ایسا دُودہ پیدا ہوگا جس سے بچہ بالکل بیمار ہو جائیگا اور دہائے کے دُودہ پلانے کی طاقت کم ہو جائیگی اور اُسی بخار وغیرہ آجانے کا اندیشہ ہے۔ بچہ کے پیدا ہونیکے ایک ہفتہ بعد تک ہلکا اور پرہیزی کہانا کہانا چاہیئے اسکے بعد اگرچہ کسیقدر زیادہ سخت خوراک مِل سکتی ہے لیکن شراب وغیرہ پینی اور گوشت کہانا تب بہی ہرگز نہین چاہیئے پس بچہ کو تین مہینے تک سوائے ماکے دُودہ کے کچھہ بہی نہ دینا چاہیئے بعد تین مہینے کے کبہی کبہی اُسے ملائم غذا (جیسے نگوڑی پوری) دیدین تاکہ دُودہ چہڑاتے وقت بہت دقت نہ پڑے لیکن بچہ کی خوراک مین کسی قسم کا گرم مصالح

شراب اور کہانڈ کبھی ملانی چاہیے۔

عموماً بچونکا دودہ معمولی وقت سے پہلے چھڑا دیتے ہین اس خیال سے کہ روٹی وغیرہ سے بچہ جلد ہی ہوشیار ہوجائیگا لیکن اول تو دودہ ہی اگرچہ سیال ہوتا ہے معدہ مین جاکر سخت چیز بنجاتا ہے۔ اور پھر جلد ہی سے بچہ اسکو ہضم کرلیتا ہے جس سے اسے بہت ہی طاقت اور تندرستی حاصل ہوسکتی ہے دوسرے یہہ بات قدرت کے خلاف ہے کہ بچے دانت نکلنے سے پہلے جیسے کہ کوئی سخت چیز چبائی جاتی ہے اسے کوئی سخت چیز دین بس بچون کے دانت نکلنے گویا اسبات کی علامت ہے کہ اب اسکو ایسی خوراک دینی چاہئیے جسکے چبانے مین دانت کام آوین اور ساتھہ ہی اسکے یہہ بھی کہنا مناسب ہے کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین یہی قاعدہ نہین چل سکتا کہ بچہ کو دانت نکلنے سے پہلے کبھی بھی نہ چبانا چاہئیے کیونکہ اگر اسکے دودہ پلانے والیکی صحت مین کسیطرح کا فتور ہو تو بیشک بچہ کو ماکے دودہ کے سوا اور کچھہ دینے مین کچھہ ہرج نہین۔

دانت صرف خوراک ملنے کی گویا ایک علامت ہے اور یہہ بات [illegible] عجیب ہے کہ جب بچے دانت نکلنے والے ہوتے ہین تو جو چیز اسکے ہاتھہ لگتی ہے [illegible] لیجاتا ہے بس اس وقت سوکھی روٹی کے ٹکڑے خشک میوہ وغیرہ بچہ کے ہاتھہ مین دینا چاہئیے جسکو وہ چوستا رہیگا اور چباتا رہیگا۔ دودہ چھڑانیکے چند ہفتہ پہلے سے تھوڑا تھوڑا کچھہ کہانیکو دیتے رہنا چاہئیے جبتک کہ وہ بالکل دودہ چھوڑ دے اسوقت بچہ کو یہہ چیز کہانیکو دینی چاہئیے یعنے اول ایک روٹی کے ٹکڑے کو پانی مین اُبالو پھر پانیکو پھینک دو اور اسکو تازہ گرم کچے دودہ مین بھگوکر بچہ کو کہلاؤ اس سے بچہ کو بہت فائدہ پہونچیگا۔

یہہ بات پہلے ہی مان لی گئی ہے کہ بعض حالتون مین بچہ کی ما اپنے بچے کو دودہ نہین پلاسکتی پس ایسی حالتون مین دایہ کا رکہنا ضروری ہے وہ دایہ ایک ایسی عورت ہونی چاہئیے جسکے انہی دنون مین بچہ پیدا ہوا ہو کیونکہ اگر وہ ایسی نہو تو اسکے دودہ مین دست آور

خاصیتیں جلنے جنین کے پیٹ کی کثافت نکل جائے ہونگی اور نہ وہ بچہ کو اچھی طرح ہضم
ہو سکیگا اگر کسی بچہ کی پیدایش اور دہائے کی زچگی مین ایک ہفتے سے زیادہ کا فرق ہو
تو بچہ کو اُسکا دُودہ پلانے سے پہلے جُلاب دینا ضروری ہے اور وہ جُلاب یہہ ہو سکتا ہے
کہ ایک چھوٹا چمچہ وہی (whey) یعنی چھاچھہ۔ یا پانی جسمین تھوڑا سا شہد یا کچی کھانڈ
ملی ہوئی ہو کیونکہ چھوٹا بچہ بہت دن کی زچہ کے دُودہ کو جو گاڑہا ہوتا ہے ہضم نہین کر سکتا
دہائے کے مزاج کا بھی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ بدمزاج دہائے کے دُودہ سے بچہ کو نقصان
پہونچتا ہے اور نہ بدمزاج دہائے بچہ کی اچھی طرح خبرداری کر سکتی ہے۔

باپ کو بھی اپنی اولاد کی بڑی خبرداری رکھنی چاہیئے اور اُسکی پرورش وغیرہ کا اہتمام
بڑی احتیاط سے کرنا چاہیے۔ بچون کی پرورش کوئی حقیر کام نہیں ہے جس سے لوگونکو
شرم آئے۔

پیدا ہونے کے وقت بچہ کے کمزور معدہ کی اور ماکے دودہ کی عمدہ اور سادی حالت کے
لحاظ سے یہی مفید معلوم ہوتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی بچہ کو ایسی خوراک دیجائے جو قریب قریب
اُسکی ماکے دُودہ جیسی ہی ہو۔ اس نظر سے گدہی کا دُودہ اور کسی طرح کے کہانے سے
بہتر ہے مگر جب وہ نہ مل سکے تو گائے یا بکری کا دُودہ کافی پانی اور میٹھا ملا کر دینا چاہیے
پہلے پہل جتنا دُودہ دیا جائے اُس مین اُس سے آدہا پانی ملانا چاہیئے۔

کچھہ عرصہ بعد پانی کم کر دینا چاہیئے۔ دُودہ اور پانی کو گرم کرتے ہوئے پانی کو گرم کر کے
دُودہ مین ملانا چاہیے نہ کہ دُودہ کو پانی مین۔ سامنے کے دانت نکلتے ہی بچہ کے دُودہ
چھڑانیکی ترکیب کرنی چاہیے۔

دوسرا باب

بچون کی عام بیماریونکے بیان مین

بچون کی بیماریان بیان کرنے کے لیئے اول اُن بیماریونکا ذکر کیا جائیگا جو بچہ کو

پیدا ہوتے ہی ہوا کرتی ہین۔

فصل اول

اکثر بچون کے پیدا ہوتے ہی جسم پر سُرخ سُرخ نشان یا داپہر ہو جاتے ہین اور یہ نشان صرف ایک ہی جگہہ نہین ہوتے بلکہ چہرہ۔ تمام بدن یا اُنگلیون پر بہی ہو جاتے ہین یہ نشان کسی کے چہوٹے ہوتے ہین اور کسی کے بڑے۔ کسی کے بہت سُرخ اور کسی کے کم۔ یہہ نشان عموماً تو داپہر سے ہوتے ہین لیکن کبہی کبہی پہنسی سے ہو جاتے ہین یہہ بہت سے [illegible] کے ایک جا اکہٹے ہو جانے سے پیدا ہوتے ہین۔ اگر اُس جگہہ کو جہان یہہ نشان نمودار ہون دبا دین تو سُرخی جاتی رہتی ہے کیونکہ اُس سے خون پہیلتا ہے۔ لیکن دباؤ ہٹاتے ہی خون پہر آجاتا ہے۔ اگر انکے ہوتے ہی انکو دبا دیا جائے تو جاتے رہتے ہین اور بڑے تو ہرگز نہین ہوتے۔

فصل دوسری

[illegible] (یعنے کہنڈون) کے بیان مین

بچون مین سے جو اکثر [illegible] ہوتے ہین بعضونکا تو ہونٹ ہی آگے سے چرا ہوا ہوتا ہے اور بعضون کے ناک تک ہونٹہ پہٹا ہوا ہوتا ہے۔ اکثر تو ٹانکے لگنے سے اُسکا علاج ہو سکتا ہے۔ اور پہر باقی حصّہ کا علاج ڈوکٹر اچہی طرح کر سکتا ہے۔ اِس سے بچہ اچہی طرح بولنے چالنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ جہان تک ہو سکے ایک برس سے کم عمر والے کے ٹانکے وغیرہ نہین لگانا چاہئے کیونکہ اگر بہت کم عمر مین علاج کیا جائے تو عموماً فایدہ نہین ہوگا۔ اِس عرصہ مین اگر وہ اپنی ما کا دودہ نہ پی سکتا ہو تو اُسے ایسے دہائے کا دودہ پلانا چاہئے جسکی چہاتیون کی بہٹنی بہت لمبی ہون۔

فصل تیسری

بعض کبہی بچون کے پاخانہ کی جگہہ بالکل بند ہوتی ہے۔ بعضون کی انگلیان جُڑی ہوئی

ہوتی ہین۔ بعضوں کی کوئی انگلی زیادہ ہوتی ہے۔ ان سب کا علاج علم جراحت کے موافق جرّاح کرسکتے ہین۔ لیکن ان سب سے بڑھکر پہلی بیماری ہوتی ہے کیونکہ اُسمین پاخانہ نہین نکل سکتا۔ سرجن یا ڈاکٹر بخوبی تشخیص کرسکتے ہین کہ آیا سوراخ بند ہی ہے یا چھوٹا ہے یا پاخانہ کسی اور مادہ کے حائل ہونیکے سبب رک گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر اسکا علاج جلدی نکیا جائے تو بچہ ضرور مرجائیگا اور شاید بہت بچے اسی سبب سے مرہی گئے ہین کہ اُنکی بیماری کا علاج نہین ہوا۔

اگر بچہ کو پیشاب نہ آتا ہو تو چاندی کی سلائی چڑھانی چاہئے جس سے یہ معلوم ہوجائیگا کہ پیشاب کے آنے مین کوئی چیز حائل ہے یا نہین اور اگر حائل ہوگی تو پیشاب اسکے ہٹنے سے کھلکر آنے لگے گا۔

بعض اوقات نہایت گرمی کے سبب ہی پیشاب رک جاتا ہے اس صورت مین بچہ کو سرد دوا دینے سے (مثلاً شربت بزوری وغیرہ) پیشاب کھلکر آجائیگا لیکن اسکی تشخیص حکیم ہی کرسکتا ہے کہ آیا بچہ کو گرمی ہے یا سردی اسلئے بغیر حکیم کے دکھائے اپنی رائے سے کبھی دوا نہ دینی چاہئے۔

فصل چوتھی

اکثر بچون کی انتڑی کے اوپر کو اُٹھہ آنیکے سبب پیٹ پر پھوڑا سا ہوجاتا ہے۔ یہہ پھوڑا جب ناف کے قریب ہوتا ہے تو بہت خطرناک ہوتا ہے اور ناف کے قریب انتڑی کا بہت سا حصہ باہر کو نکل آتا ہے جو صرف ایک بڑی پتلی سی جھلی سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے اگر پھوڑا اتنا بڑا ہو کہ انتڑیون کو پھر اندر کیطرف نہ دبا سکین تب تو بچہ عموماً مرہی جائیگا اس کام کو بعض بوڑھی تجربہ کار عورتین خوب جانتی ہین۔ اگر انتڑی کو اندر کو دبا کر حضو صاحب زخم کی جھلی بہت نازک نہو تو بچہ کی جان کو کچھہ جوکھون نہین۔ دبانے اور پٹی باندھنے سے انتڑی ٹھکانہ سے بیٹھہ جاوینگی اور کچھہ عرصہ مین زخم بھر جائیگا۔

بعض بچون کو تو یہہ بیماری اس سبب سے ہوتی ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی بہت روتے چیختے ہین کیونکہ اُسوقت ناف کو کچھہ سہارا نہین ہوتا لیکن جب یہہ پھوڑا ناف کے نیچے کی طرف ہوتا ہے تو صرف دبانے سے ہی آرام ہوجاتا ہے۔ چھوٹے بچون کے پٹی باندہنے مین بڑی احتیاط رکھنی چاہئے۔

فصل پانچوین

بہینگاپن یا کج بینی

بچہ کی آنکھون مین یہہ نقص اگر کسی اور بیماری کے سبب نہو تو جبتک اچھی طرح نگاہ جماکر دیکھنے کے قابل نہو تب تک والدین کو اُسکا کچھہ خیال نہین ہوتا۔ یہہ عیب اکثر ایک آنکھہ کے دُوسری کی نسبت کمزور رہونیکے سبب ہوا کرتا ہے کہ دونون آنکھین ایک ہی چیز کو نہین دیکھہ سکتین اسلئے کمزور آنکھہ گھبرا کر مڑ جاتی ہے۔ اِس عیب کے معلوم کرنیکا یہہ طریقہ ہے کہ جب بچہ ایک دو برس کا ہوتا ہے تو ایک ہی چیز دونون آنکھون کے سامنے مختلف فاصلہ سے رکھنی چاہئین۔ اور دیکھنا چاہئے کہ دونون آنکھون سے وہ اچھی طرح دیکھہ سکتا ہے۔ اگر اسطرح ٹھیک صاف نظر آوے تو بیشک بچہ بہینگا ہوگا۔ یہہ نقص آنکھہ کے رگ پٹھون کی ایک نرالی ساخت کے سبب ہوتا ہے اور جبتکی آنکھین بالکل رگ پٹھون سے درست ہون تو یہہ سمجھنا چاہئے کہ یہہ خراب عادت آپ ہی ڈال لی ہے۔ جن بچون مین یہہ عیب بہت چھوٹی عمر مین پیدا ہوجاتا ہے۔ اُنکی بہینگی آنکھہ کو دن بہر ڈھکے رکھنا چاہئے اور جب اُسے کھولین اور پتلی باہر کے رُخ پھرتی ہو تو اندر کے رُخ ناک کی جڑ مین کالی پٹی باندہنی چاہئے اور اگر پتلی اندر کو پھرتی ہو تو آنکھہ کے کونے کیطرف باہر کو نکلتی ہوئی باندہنی چاہئے۔ اور کبھی کبھی اچھی آنکھہ پر بھی پٹی باندہنی چاہئے تاکہ بچہ بہینگی آنکھہ سے کام لے۔

بچونکی سیدہی نگاہ سے دیکھنے کیواسطے کبھی کبھی عینک بھی کام مین لاتے ہین لیکن اکثر اُسے یہہ فائدہ حاصل نہین ہوتا۔ کیونکہ عینک لگانے سے صرف اچھی آنکھہ ہی کام آتی ہے

مگر بعض وقت مفید ہوتی ہین اسطرح سے کہ اچھی آنکھہ والے شیشہ کے سوراخ کو بند کر دین
اور صرف بھینگی آنکھہ کو اُسکے شیشہ کی درز سے سیدھی نگاہ سے دیکھنے دین جب یہ نقص
ایک آنکھہ کے دوسری کی نسبت کمزور ہونے سے ہوتا ہے تو اُسکا علاج بھینگی آنکھہ پر ایسا
عینک کا شیشہ لگانے سے جس سے وُہ اچھی آنکھہ کے برابر نظر کرسکے آسانی سے ہوسکتا ہے
لیکن عینک صرف بڑی عمر کے آدمیون کو ہی مفید ہوسکتی ہے۔ عینک سے بھینگی آنکھہ کی
نسبت اچھا نظر آتا ہے جب بچہ کی نظر مین کم کبھی کبھی ہوتی ہو لیکن جب پایا ہے تو سیدہا بھی
دیکھہ سکتا ہو تو اُسکا علاج اِسطرح ہوسکتا ہے کہ جب وُہ بھینگی نظر کرے تب ہی آنکھہ کو
ہاتھہ سے ڈھکدیا جاہیے۔

فصل چھٹی

آنکھہ کے درد کے بیان مین

بچون کی آنکھون مین پیدا ہوتے ہی یا تو بہت روشنی پڑنے کے سبب یا تیز آگ کے سامنے
رہنے یا اور کسی ایسے ہی سببون سے جن مین سے بعض کا اثر تو پیدائش ہی کیوقت ہوتا ہے
سوزش جلن ہونے لگتی ہے۔ پپوٹے سوج جاتے ہین۔ آنکھہ کی سفیدی
اور پپوٹون کے اندر کا حصہ سُرخ ہوجاتا ہے اور آنکھہ کے کنارون
پر ایک زردسا پیپ کی رنگت کا مادہ جم جاتا ہے جسکو ڈیڑہ کہتے ہین اور اُس
سے آنکھیں چپک جاتی ہین۔ بعض بچون کے پپوٹے تو ذرا سوج ہی جاتے ہین لیکن بعضونکی
رونیکے وقت باہر کو آنکھہ اُلٹ آتی ہے۔
اگر اِس شدت کے روکنے مین بے پرواہی کیجاوے تو آنکھہ پر داغ ہوجاتے ہین اور یہہ بیماری
بڑھتے بڑھتے پتلی تک پہونچ جاتی ہے۔ اور اندر سے آنکھہ پک جاتی ہے جس کے سبب بچہ
اندھا ہوجاتا ہے ایسی نازک بیماری کا علاج ڈاکٹر سے کرانا چاہیئے کیونکہ دوا پتلی تک
پہنچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باہر کا لیپ وغیرہ اسطرح ہوسکتا ہے کہ ایک چھوٹی شی

پچکاری یا سرنج سے عرق وغیرہ ڈالا جائے ۱/۲ گرین ۲ رتی وائٹ وٹریل ہیرہ کسیس [illegible]
[illegible] اونس یا دو چھٹانک گلاب مین ملا کر شروع شروع مین آنکھ مین ڈالنا چاہئے جب
بہت جلن اور چیپ ہو تو پپوٹون پر جونک لگانے سے بہی فائدہ ہوتا ہے اور بچہ کو جلاب بہی دینا
چاہئے۔ اگر اس سے جلد آرام نہو تو ایک قطرہ شراب ملی ہوئی افیون کا ست دونو وقت
صبح و شام آنکھ مین ڈالنے سے فائدہ ہوجائیگا۔ بعض اوقات بچون کے بڑے ہوجانے پر بہی
آنکھ مین درد ہوجاتا ہے۔ اسکا علاج بہی جہانتک ہوسکے بہت جلد کرنا چاہئے۔ اگر آنکھ
کو اوسی مرکب عرق سے جس مین ہیرا کسیس اور گلاب ہوتا ہے یا بجائے گلاب جس مین
[illegible] (یعنی سیسہ کا برادہ) ہو دہونے سے کچھ آرام نہو تو آنکھ کو اندر
سے خوب غور سے دیکھنا چاہئے کیونکہ اکثر آنکھ کے شفاف حصہ کے کنارہ پر یا تمام پتلی پر
سیاہی ہوتی ہے۔ یہان آنکھ نکالنے یا اوسکے بنانے کی ترکیب بیان کرنی مناسب نہین ہے
کیونکہ ایسی حالتون مین ڈاکٹر سے علاج کرانا چاہئے اور والدین کو اپنے بچہ کی آنکھ اندر
سے صاف کرانے یا اور کسی طرح کی چیر پہاڑ سے اگر اوسکی ضرورت ہو کبہی انکار نکرنا چاہئے
کیونکہ انکے کم ہمتی سے بچہ کے بدصورت اور اندھا ہوجانیکا اندیشہ ہے۔ جن لڑکے یا لڑکی
آنکھون مین اکثر یا ہمیشہ درد رہتا ہو پپوٹے سوج جاتے ہون یا ڈیڑہ کے سبب آنکھین چپک
جاتی ہون انکا علاج اسطرح ہوسکتا ہے۔ اونٹ کے بالون کی ایک پتلی سی کونچی بنا کر اوسے
افیون کے ست مین بہگو کر دن بہر مین ۴-۵ دفعہ آنکھ مین پہیرین اور پپوٹون کو [illegible]
[illegible] سے چپڑتے رہین ہندوستانی علاج اسصورت مین کاجل اور سفیدہ ہے۔ اور
کبہی کبہی آنکھون کے اندر جو دانے ہوجاتے ہین اون کو دور کرتے ہین۔ بچہ کو قبض
نہونے دین اور مناسب موسم مین سمندر مین نہلانا چاہئے۔

فصل ہفتم

چیچک

جہونہ جس سے کہال سُرخ ہو جاتی ہے اکثر ران اور پیٹ کے درمیانی حصہ پر اور کانون کے
پیچھے اور ایسی ایسی جگہہ ہو جاتی ہے۔ یہہ بیماری کم توجہی سے ہوتی ہے اور موٹے بچون کو تو باوجود
ہر طرح کی خبرداری کے بہی ہو جاتی ہے۔ پہلے پہل تو جسم کے ہر حصہ کو بالکل خشک رکہنا اور اُن پر
سنگ تُوتیا اور کپڑے ماٹی کا چورا یا جست کے ٹکڑون سے بُرکنا چاہیے۔ لیکن اگر اس بیماری
کا علاج نہ کیا جائے اور پُرانی پڑ جائے تو لازم ہے کہ جہان جہان سُرخی ہو اُس کو ۵ اگرین
[illegible] اور ۵ اونس گلاب سے بار بار دہونا چاہیے۔ اگر کہال کے کبہی
حصہ پر زخم ہو جائین اور اُس مین سے مواد نکلتا ہو تو اُسپہ بیار سیفی کا تیل ایک پتلے کپڑے
پر چپڑ کر لگانا چاہیے۔ کان کے پیچھے یہہ بیماری بچہ کے پیدا ہونے کے تہوڑے دن بعد ہی
ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دانت نکلنے کے دنون مین ہو تو اور بہی مُضر ہوتی ہے کان کے پیچھے
کا حصہ ہمیشہ صاف اور ٹہنڈا رکہنا چاہیے اور دن مین دو تین دفعہ سیراکسیس کے عرق سے
یا ایک اونس پانی اور ایک چمچہ افیون کے گہولے سے دہونا چاہیے۔ اگر بہت ہی مواد نکل
چکا ہو تو دست آور دوا بہی دینی چاہیے۔ اگر بچہ بہت موٹا ہو اور اُسکو سیست آثار رہتا ہو تو مواد
کا روکنا مناسب نہین۔ جبتک اُسے دستون کی دوا بار بار نہ دیجائے۔ جنکی بیماریکا علاج بہت
دوا کرنے سے بہی نہو پارہ کے مرہم مین پانی ملا کر اُسے باریک کپڑے پر پہلا کر پٹی سے باندہ دینا
چاہیے۔ جن بچون کی بیماری کی بالکل احتیاط نہین ہوتی یہانتک کہ اُنکے زخم کالے پڑ جاتے
ہین اُنکے مرجانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ پہلے تو اُنکے زخمون پر شراب کاست جس مین کافور ملا
ہوا ہو لگانا چاہیے۔ اگر اسپر بہی تکلیف دُور نہ ہو تو تیز پُلٹس باندہنے سے کہال اُتر جاتی
ہے اور بچہ اچہا ہو جاتا ہے۔ بچہ کو ماکا دودہ وغیرہ پلاتے رہنا چاہیے۔ جس سے طاقت
قائم رہے لیکن اکثر تو یہہ بیماری مُہلک ہوتی ہے۔

فصل ششم

موتی جہارا (Chicken - pox)

اِس بیماری کے پہلے بخار کی علامات ظاہر ہوتی ہین ۔ مثلاً سردی لگنا نبض کا پھڑکنا ۔ بدن گرم ہونا ۔ چھینکنا ۔ بھوک نہ لگنی ۔ پیاس و سردرد ۔ بعضون کو بخار بہت زور کا ہوتا ہے اور ساتھہ ہی بہت تے بھی ہوتی ہے سونے مین بہت گھبراہٹ رہتی ہے اور بیہوشی بھی ہوجاتی ہے اسکے برعکس بعضون کو معلوم بھی نہین ہوتا ۔ تیسرے دن دانے نکلنے لگتے ہین ۔ پہلے تو بدن پر پھر چہرہ پر اور بعد مین بدن کے سرون پر نکلتے ہین ۔ جون جون دانے نکلتے ہین بخار کم ہوتا جاتا ہے آبلون مین بڑھی خارش اُٹھتی ہے اور پہلے پہل انمین پیلا سا پانی ہوتا ہے ۔ پانچوین دن انپر کھرنڈ جم جاتا ہے جس سے سب زخم بھرجاتے ہین ۔ یہہ بیماری بہت خطرناک نہین ہے اور اُس سے تکلیف بھی بہت کم ہوتی ہے ۔ بیمار کو گھر مین بند رکھنے کی بھی ضرورت نہین ہلکے جُلاب کی ایک یا دو خوراک دیدینی کافی ہے ۔ بخار اور گھبراہٹ وغیرہ بہت کم ہوسکتا ہے ۔ اور بیماری کے شروع مین ہی ٹھنڈے پانی سے نہلانے سے دانون کا بھی ایسا زور نہین ہوتا ۔ رفتہ رفتہ کھاج بھی کم ہوسکتی ہے اگر بدن پر کبھی کبھی ٹھنڈا سرکہ اور پانی ملاکر کپڑے سے پھیرلین ۔ بعض بچون کو اگر دست وغیرہ کی دوا ندی جائے اور وہ ادہر اودہر کھاتے پیتے رہین تو بخار بہت زور کا ہوگا ۔ اور آبلون مین بڑھی جلن ہوگی یہان تک کہ چھچھڑے ہوجائینگے ۔ ان سے بہت گہرے نشان ہوجاتے ہین اور یہہ چیچک کے نشانون سے بھی بُرے ہوتے ہین ۔ چیچک کی بیماری کیطرح اِس مین بھی پھوڑے ہفتہ دونون تک تکلیف دیتے ہین ۔ یہہ حالت خاصکر کمزور بچون کی ہوتی ہے ۔ یہان صرف وہ سبب بیان کئے گئے ہین جن سے یہہ بیمار ہوتی ہے اور اُس بیماری کی علامتونکا ذکر کیا گیا ہے ۔ اسکا علاج دستون کی دوا اور ہلکا کھانا دینے سے ہوسکتا ہے ۔ اِس حالت مین گرم غذا اور ہر قسم کے کھانے سے زیادہ مفید ہوگی ۔

فصل نوین

دانت نکلنے کے بارہ مین

بچہ کے پیدا ہونے سے بہت دنون پہلے ہی سے عموماً دانت بننے لگتے مین لیکن اسقدر بڑھتے
نہین کہ وہ بچہ کے چند ماہ بڑا ہونے سے پہلے مسوڑہون کے باہر نکل آئین ۔ شروع مین
دانت بہت نرم وملائم ہوتے ہین ۔ اور جباڑے کی ہڈی کے ایک سوراخ مین ہوتے ہین
اور موٹے مسوڑہون سے ڈہکے ہوئے ہوتے ہین ۔ صرف بیس دانت تو بچپن مین نکلتے
ہین ۔ دس اوپر اور دس نیچے ۔ اور کچھہ مدت بعد ٹوٹ جاتے ہین ۔ یہہ اکثر چھٹے اور ساتوین
مہینے کے بیچ مین نکلنے لگتے ہین اور بیچ کے دونون دانت یعنی نیچے کے جباڑے کے آگے
کے دانت سب سے پہلے نکلتے ہین اور تقریباً ایکماہ بعد اوپر کے سامنے کے دانت نکلتے ہین
جب بچہ بارہ یا چودہ مہینہ کا ہوتا ہے پہلے تو دوسرے دانت نیچے کے جباڑے مین اور
پھر اوپر کے جباڑے مین نکلتے ہین ۔ جب بچہ سولہ سے بیس مہینہ تک کا ہوتا ہے تو
سب سے پہلے جو دانت نکلتے ہین اُنکے اور کھونٹون کے بیچ مین جو خالی حصہ ہوتا ہے
وہ اُن دانتون سے جنکو ڈاڑہ کہتے ہین بھر جاتا ہے اور اسوقت سے تیس ماہ کی عمر
تک اور باقی پچھلے دانت نکلتے ہین جو زیادہ مضبوط اور دیرپا ہوتے ہین بعض بچے
دانت تو بہت جلد کڑکڑ آتے ہین لیکن بعضون کو دانت نکلتے وقت بہت تکلیف
ہوتی ہے ۔ جن بچون کے دانت نہ نکلے ہون اُنکے مسوڑہے بہت پتلے ہوتے ہین
اور وہ کھال جو اُنکو ڈہکے ہوئے ہوتی ہے ایکطرح کا تیز سا کنارہ بنجاتا ہے مگر جب
دانت نکلتے ہین تو مسوڑہے اور وہ کھال جو اُسے ڈہکے ہوئے ہوتی ہے پھیل جاتی
ہے اور وہ جوڑ جو اُس حصہ مین ہوتا ہے نہین رہتا ۔ کچھہ تو مسوڑہون کے پھیلنے
اور کچھہ اُن حصون کی تحریک سے جو دانتون کے نکلنے کے لئے ضروری ہوتے ہین
معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کا منہہ پہلے سے ان دنون مین زیادہ گرم ہوتا ہے ۔
یا تو بچہ اپنی ماکی چھاتیون کو خوب زور سے پکڑ لیتا ہے تاکہ مسوڑہون مین درد ہو

اور اگر بچہ کمزور یا نازک ہو تو اُس کو دُودھ پینے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور یکایک دُودھ چھوڑ دیتا ہے۔ رال مُونہہ مین زیادہ ہو جاتی ہے۔ مسُوڑہے مین کہاج ہونے لگتی ہے یا درد ہوتا ہے۔ یہہ درد یکایک بڑہتا معلوم ہوتا ہے۔ یا ایکدفعہ ہی ایسا زور سے ہوتا ہے جیسا کہ دانتون کا درد ہوتا ہے کیونکہ بچہ بغیر کسی معلوم سبب کے چیختا ہے۔ اِس جلن سے بعض اوقات بچون کے مسوڑہون اور زبان پر زخم ہو جاتے ہین۔

جو بچے موٹے تازے اور مضبوط ہوتے ہین اُنکو اِس جلن سے بُخار کا ہونا۔ آنکہہ مین درد۔ ڈیڑہ کا آنکہہ سے نکلنا۔ گہبراہٹ۔ نیند کا نہ آنا اور ہر وقت چلاتے رہنا کبہی کبہی غش کا آجانا وغیرہ سب باتین اور بہی زیادہ ہوتی ہین۔ عموماً وہ بہت دُبلے نہین ہو جاتے سوائے اُس صورت کے کہ اُن کو دست بہی لگجائین لیکن بُخار اور غش کے سبب یکایک مر جاتے ہین۔ اور اُن بچون کو جو بڑے دُبلے پتلے اور نازک ہوتے ہین دست بہت لگتے ہین۔ جی متلاتا رہتا ہے۔ کُچہہ نہین کہاتے پیتے بغیر آنکہہ ہو جاتے ہین۔ بالکل سُوکہہ جاتے ہین اور جب یہی حال بہت دنون رہتا ہے تو بچہ مرنے کو ہو جاتا ہے۔ لیکن دانتون کی یہہ تکلیف دو ہفتہ سے زیادہ نہین رہتی۔

دانتون کے نکلنے مین جو تکلیف ہوتی ہے اُس مین اِن باتون کا خیال ہوتا ہے درد کا کم کرنا۔ بُخار کو دُور کرنا۔ بچہ کی طاقت کا قائم رکہنا۔

اِن دنون مین عموماً بچہ کو دانتون چابنے کو دیدیتے ہین تاکہ اِس سے وہ اپنے مسُوڑہے جن مین کہاج اُٹھتی ہے کہجاتا رہے۔ لیکن اگر یہہ کوئی بہت سخت چیز ہو تو اُن سے بچہ کے مسُوڑہون کو ضرر پہونچے اور اُس کو آنکہہ مین چہبو لینے کا اندیشہ ہے۔ کبہی کبہی سخت روٹی کا ٹکڑا دیدیا جاتا ہے۔ لیکن اگر روٹی کا ٹکڑا ٹوٹکر مُونہہ مین جا پڑے تو حلق مین پہنس جانے کا اندیشہ ہے۔ بچے خود بخود ہی اپنی عقل

جیسوانی منہ میں انگلیاں دیتے رہتے ہیں جن سے آئندہ کیواسطے انکی عادت بگڑ جانیکا اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن درد کے کم کرنیکا سب سے عمدہ طریقہ یہہ ہے کہ بچہ کے مسوڑہے کو جو سوج جاتا اور پھیلجاتا ہے کاٹ ڈالنا چاہئے۔ اکثر بغیر مسوڑہے کاٹے درد اور سوجن کم نہیں ہوتے۔ ایسا کرنے سے بہت ٹھنڈک پڑ جاتی ہے اور کسیطرح کا نقصان یا ضرر نہیں ہوتا اور اگر زخم بھی جاوے تو دانت نکلنے میں کچھہ حرج نہیں ہوتا۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ جن بچون کو قبض ہوتا ہے اُن کو زیادہ بیچینی ہوتی ہے۔ پس اگر بچہ کو کھلکر دست نہ آتا ہو تو مناسب ہے کہ اُس کو کوئی ہلکا سا جُلاب مثلاً تھوڑا سا میگنیشیا اور دار چینی دینا چاہئے۔ دانت نکلنے کے دنون مین بچہ کو ٹھنڈی ہوا مین رکھنا بہت مفید ہے۔ لیکن بہت سردی سے بھی بچانا چاہئے۔

اگر اُسکو گھر سے باہر لیجانا چاہئے۔ اور اُسکو صبح ٹھنڈے پانی سے نہلانا چاہئے۔ اور رات کو ٹھنڈے پانی کے کپڑے سے بدن صاف کرنا چاہئے۔ جب گھبراہٹ حد سے زیادہ ہو تو اُسکی کمر اور پیٹ پر تھوڑا سا لاڈنیم کا لیپ کر دینا چاہئے دوسرے دانت نکلنے کی بیماری کے لازمی علامات کے دور کرنے کے لئے مسوڑہا کاٹنے کے علاوہ اور مناسب علاج بھی حسب حال کرنا چاہئے جب بخار بہت زور کا ہو اور نبض بہت تیز چلتی ہو اُسکو دستون کی گولی اس مطلب کے لئے عموماً بچون کو اڑھنا ہوا سُہاگہ دیا کرتے ہین دینی چاہئے اور ٹھنڈے پانی کی جگہہ گرم پانی سے نہلانا چاہئے اگر بچہ سُست اور اُونگتا ہوا معلوم ہو جس سے سر کی کوئی بیماری ظاہر ہوتی ہو تو اُسکو خاصا تیز جُلاب دینا چاہئے۔ اور ایک یا دو جونک بچہ کی عمر کے لحاظ سے اُسکی ماتھے پر لگانا چاہئے۔ اگر ان باتون سے کچھہ فائدہ نہو تو اُسکا تالو کھلوا کر بلسٹر لگانا چاہئے ہمیشہ بیماری کا علاج جسقدر جلد کیا جائے بہتر ہوتا ہے۔ جن بچون کو غش آتا ہو اور مروڑا ہو اُنکو گرم پانی سے نہلانا لاڈنیم اُنکے بدن

ملنا اور Calomel کا جُلّاب دینا ضروری ہے۔ جہان تک ہوسکے بچہ کی ماکو اُسکی خبرگیری کرنی چاہئیے۔ اگر اس بیماری میں زیادہ مروڑے اُٹھتے ہون یا بچہ چونکتا ہو تو بہت ہلکی قے آور دوا مثلاً نمک کا پانی دینا چاہئیے۔

اگر بچہ کو بار بار اور بہت زور سے مروڑے اُٹھتے ہون یا وہ بہت چونکتا ہو تو اُسکو دست کی دوا ضرور دینی چاہئیے۔

اور ہینگ اور [illegible] کا مرکب دینا چاہئیے اگر دستون سے بچہ بہت کم زور اور دُبلا ہو جائے تو دستون کو روکنا چاہئیے اور اسکے لئے افیون کم ست کا حقنہ چڑہانا چاہئیے اور کبھی کبھی تہوڑا تہوڑا Rhubarb یا Calomel یعنے دار چینی بہی دینی چاہئیے خصوصاً اُسوقت جبکہ پاخانہ غیر معمولی طرح کا ہو۔

جی کا متلانا۔ کہانیکو دل نہ چاہنا۔ موہنہ مین بدبو کا نکلنا ان سبکا علاج تہوڑا سا [illegible] دینے سے ہوسکتا ہے۔ کہانسی اور آنکہون کا درد کبریٰ .... تارپین تاین لگانے سے دور ہوجائیگا۔ جب مسوڑہون کو چیرین تو ہلکا سا جُلّاب دینا چاہئیے۔

بچہ کی طاقت کو قایم رکہنا چاہئیے اور مسوڑہون وغیرہ کو پورٹ شراب سے جسمین پانی بہت سا ملا ہوا ہو دہونا چاہئیے۔

تیسرے۔ بچہ کو ماکا دُودہ دینے سے اُسکی طاقت قائم رکہنی چاہئیے اور اگر دُودہ چہوڑ دیا ہو تو ارارورٹ۔ اور دُودہ اور پانی دینا چاہئیے جن بچون کو دُودہ چہوڑے بہت دن نہ ہوے ہون اُنکو اسوقت پہر ما کا دُودہ پینی کی عادت ڈالنی چاہئیے۔ اگر بچہ اپنے آپ کہانا نہ سیکہا ہو تو اُسے مقوی Chapter دینا چاہئیے مقوی غذا اُکی تو ہر حالت مین ضرورت ہوتی ہے لیکن بعضون کو جنکا بدن بہت ہی کمزور ہوتے جاتے ہون ادویہ مقوی بہی دینی چاہئین۔

جب بچہ بہت ہی دُبلا ہو جائے تو عموماً یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو قبض رہا ہے۔
اور دوا دینے سے رفع نہین ہوا۔

یہان یہہ بیان کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب پہلے دانت ڈھیلے ہو جائین یا ہلنے لگین یا گلجائین اور اُن سے مسوڑہون کو بہت تکلیف ہوتی ہو تو اُن دانتونکو نکالدینا چاہئے اور جب دُودہ کے دانت ناج کے دانتون کے نکلنے مین حارج ہون تو انکو ہی نکالنا چاہئے۔ جب ناج کے دانتون مین سے کوئی سے دو دانت ایکدوسرے اتنی دور ہون کہ یا تو اُنکے پاس کے دانت اُن کے بیچ مین سے نکل آوین یا ٹیڑھے بانکے ہو جائین تو اُن دونون کو تار سے رفتہ رفتہ ایکدوسرے پاس لے آنا چاہئے جو دانت شروع مین ہی نکالدئے جانے چاہئین۔ اکثر بچونکو دانت نکلنے کے دنون مین بہت دست ہی لگجایا کرتے ہین انکے لئے مغز بیلگری۔ کتھا۔ آملہ کا پوست ان سبکو ہموزن لیکر کوٹ چھان کر سفوف بنا کر دینا چاہئے۔

فصل دسوین

(Convulsions) مروڑون یا تشنج کے بارہ مین

یہہ بیماری عمر بھر مین چاہے جب ہو سکتی ہے۔ اور یا تو کسی ایسی حالت مین ہوتی ہے جب بچہ کسی اور بیماری مین مبتلا ہو یا اچانک جب بالکل تندرست ہو۔ پچھلی صورت مین بہت خطرناک ہوتی ہے اور اُس سے اکثر جان کا خطرہ ہوتا ہے پہلی صورت مین اس سے کچھہ ہی جوکہون نہین Convulsions کو بعض اوقات Eclampsia ہی کہتے ہین۔ یہہ کبہی زور کے ہوتے ہین اور کبہی ہلکے۔ پہلے پہل یا شروع مین چہرہ کے رگ پٹھون مین ایک طرح کی حرکت سی ہوتی ہے اور پھر تمام بدن اینٹھہ جاتا ہے عموماً یہہ حرکت کم ہو یا زیادہ چہرہ کا رنگ بالکل بدل دیتی ہے اور بیمار بالکل بیخبر ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کو دیکھہ یا پہچان نہین سکتا۔ بعضونکو

تو اسکا دورہ اسقدر خفیف اور ہلکا ہوتا ہے کہ اگر غش آنا یا بیہوشی کہین تو بہ نسبت
تشنج کے زیادہ ٹھیک ہوگا۔ بہت کم عمر کے بچے جب اس بیماری مین
مبتلا ہوتے ہین تو ذرا مسکراتے ہین اور انکی آنکھین جو آدہی بند رہتی ہین آہستہ
آہستہ ادہر اُدہر پہرتی ہین۔ کبہی کبہی سانس ٹوٹنے لگتا ہے اور بچہ چونک پڑتا ہی
اور ذرا سے آہٹ پر بہی ہاتہہ پاؤن مارنے لگتا ہے۔ اِن حرکات کو اندرونی دورے
کہتے ہین اور یہہ انتڑیون مین ہوا کے داخل ہونے سے پیدا ہوتے ہین۔

تشنج کی بیماری انتڑیون مین جلن کے ہونے سے بہی ہوتی ہے۔ یہہ
پیٹ مین چرنون کے ہونے۔ قبض۔ سخت ثقیل خوراک دینون کے ساتہہ جلن وغیرہ
دانت نکلنے۔ خراب ہوا مین سانس لینے۔ کسی چوٹ زخم کے ہونے یا زخم کے اُبہر جانے
(جیسا کہ چیچک مین ہوتا ہے) مغز کی بیماریون یا تشنج (جیسے سخت کہانسی مین ہوتا ہے)
سے پیدا ہوتی ہے۔ یہان نہ تو لقوہ کے سببون کا مفصل حال بیان ہو سکتا ہے اور نہ
اُن باتون کا جن پر ڈاکٹری کا پیشہ منحصر ہے۔ یہہ بیان کرنا زیادہ مفید ہوگا۔ کہ

اوّل اگر بچہ لقوہ کے ہونے سے کچہہ عرصہ پہلے بیمار رہا ہو اور بالخصوص نبض تیز
رہی ہو۔ بدن گرم اور خلل سر رہا ہو اور یہہ دانت نکلنے کے سبب نہون تو یہ یقین
کر لینا چاہئیے کہ لقوہ **خلل دماغ** سے (جو نہایت غالباً مغز مین پانی بہر جانے سے
پیدا ہوتی ہے) ہوا ہے۔ سمجہدار ماکو اپنے بچہ مین اوپر لکہی ہوئی علامتین دیکہکر
اُسکو اِس بیماری سے بچانے کے لئے ڈاکٹر کو ضرور دکہانا چاہئیے تاکہ بچہ کی جان خطرہ
سے محفوظ رہے۔

دوم بہت کم عمر کے بچون کو اگر پہلے سے کوئی اور بیماری نہو تو پیٹ کی خرابی سے
لقوہ ہو سکتا ہے۔ یہہ خیال بچہ کے پاخانہ کی بری رنگت دیکہنے سے اور بہی تحقیق ہو جاتا
ہو سکتا ہے اور اس مین بہی کچہہ شک نہ رہیگا کہ انتڑیون مین ہوا داخل ہو گئی ہے

اور بچہ کی کہانے پینے مین کافی احتیاط نہین کی گئی اور یہہ کہ اُسکے دُودہ پلانیوالی کے مزاج مین بڑا غصہ اور گہبراہٹ ہے اور وُہ کہانے پینے مین بہی محتاط نہین رہی ہے۔ جب بچہ دُو۲۔ چار ہی دن کا ہو تو اس سے یہہ معلوم ہو سکتا ہے کہ پیدا ہونے کے وقت خنم گُو اچہی طرح نہین نکالا گیا ہے۔

سوم جب بچون کو مروڑے پیٹ کی بیماری کے سبب سے ہوتے ہین تو عموماً اُنکے چہرہ کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے اور پاخانہ بہت رُک رُک کر آتا ہے۔ اگر مغز کی بیماری کے سبب ہون (اور اس صورت مین زیادہ خطرناک ہوتے ہین) تو دست آنے لگتے ہین اور اس حالت مین اُنکو یعنے [illegible] یا دستونکو [illegible] کہنا زیادہ ٹہیک ہے۔

چہارم اس چہوٹی عمر مین ناف کی سوزش سے جب نال ٹوٹ جاتا ہے اور اعصابی بیماریون سے بہی بچے جبڑے بند کر لیتے ہین اور اُنکی ریڑہ مروڑے کے سبب پیچہے کو مُڑ جاتی ہے۔

پنجم جب بچہ دُو۲ مہینے کا ہو جاتا ہے تو انتڑیون کی جلن سے (جو بدہضمی چرنون یا ثقیل خوراک کے سبب ہوتی ہے) بجائے ذرا مروڑنے سے پاخانہ آنے کے یا بچہ مین سُستی ہونیکے خوب زور کے مروڑے ہوتے ہین۔ لہذا وہ علامات جو تیسرے دفعہ مین بیان ہوئی ٹہیک نہین ہونگی۔

ششم بچے کے دانت نکلنے کے وقت اُنکو جو غش آتے ہین وُہ مسوڑہون کی جلن سے ہوتے ہین اور اُسکا اور کوئی سبب نہین ہوتا اس لئے ایسے موقعون پر ہر بچہ کے مسوڑہون کو بہی دیکہنا چاہئے۔ بچہ کے تشنج . . . . مین مبتلا ہوتے ہی بہت گہبراہٹ پیدا ہوتی ہے اور اگر ایسے موقعہ کے لئے کچہہ قواعد مقرر نہون تو ظاہر ہے کہ یا تو کچہہ بہی نہ کیا جائیگا یا بالکل غلط طریقے اختیار کئے جائینگے۔

ایسی حالتون مین پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ بچہ کو تیز گرم پانی سے نہلا دین اور یہہ ہر حالت
مین مناسب ہوتا ہے جب دست درد سے آتا ہو تو مروڑ نہلانے سے کم ہو جاتا ہے
جب درد نہین ہوتا تو نہلانے سے بچہ کو بالکل چین پڑجاتا ہے پانی خاصا گرم ہونا چاہیے
اور اگر فوراً آرام نہو جائے تو بچہ کو گردن تک چند منٹ اس مین رکھنا چاہیے۔ اگر
رنگ بہت زرد پڑجائے یا وہ بہت مضمحل اور زحمتی سا ہو جائے تو کاکڑا سینگی
یا سرسون نہانے کے پانی مین ملا دینی چاہیے۔
دوم جب بچہ نہا رہا ہو تو معمولی سے مختصر تیار کرنا چاہیے اور بچہ کے نہا کر
نکلتے ہی ڈالنا چاہیے اور اسکے بعد کیلوسیل کی ایک خوراک عمر کے موافق
دینی چاہیے۔
سوم اگر بچہ بیمار معلوم ہوتا ہو یا سانس رک کر آتا ہو یا معدہ مین کسی قسم کا خلل ہو
تو اُسے قے کرانی چاہیے۔
اس کی ترکیب یہہ ہے کہ جب اُسکو غش آرہا ہو تو اُسکے حلق مین ایک پر ڈال کر
یا تھوڑا سا اپیکا حلق سے اُتار کر اُلکائی دلانی چاہیے۔
چوتھے جب بچہ نہا چکے تو عنبر کا تیل یا شراب جسمین کاکڑا سینگی کا ایک چھٹا حصہ
ملا ہوا ہو اُسکے جسم اور خصوصاً ریڑہ اور معدہ پر ملنا چاہیے۔
اگر بدن کو ملتے وقت زخم ہو جائین تو اُن پر کافور ملا ہوا تارپین کا تیل یا چھوٹا سا
پلاسٹر اُسکے معدہ پر لگانا مفید ہوگا۔
پنجم اگر مسوڑہے سوج جائین یا دانت نکلنے کی کوئی علامت ہو تو فوراً مسوڑہے پر
نشتر لگانا چاہیے۔
ششم اگر ان باتون سے بچہ کو بالکل آرام نہو یا وُہ دورہ پھر ہو تو اُسکے روکنے
یا تندرستی کی تدبیر کرنی چاہئین اگر چہرہ پر سُرخی ہو اور بچہ کا سر جلتا ہو یا بچہ

بیہوش ہو اور بچّے کی عمر کے موافق ایک یا دو جونک کن پٹی پر لگانی چاہئے۔
اُسکے سر کے بال اُڑا کر اُسپر تبخال ڈالنا چاہئے اور ساتھ ہی اتنا کیلومیل
دینا ٹھیک ہوگا کہ پاخانہ کھُل کر آجاے۔ اِسکا دینا اُسوقت اور بھی بہتر ہوگا جب پاخانہ
بدبودار اور کالا ہو۔ جب بہت ہی گھبراہٹ ہو تو صُلب پر لاڈینم ملنا مفید ہوگا لیکن
افیون کھلانی ہرگز نہ چاہئے۔ جب دَورے اکثر آتے ہون تو دستون کے واسطے
کیلومیل یا ریوند چینی اور میگنیشیا کے دینے کے علاوہ کبھی کبھی چند بوند
ہینگ کی ٹنکچر کو سونف کے عرق مین ملا کر دینے سے بہت فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ بچے
کی طاقت مناسب خوراک یا ...... کے چٹنے سے قایم رکھنی
چاہئے۔

ہفتم اوپر لکھی ہوئی باتین خاصکر اُن بچون سے متعلق ہین جو ایک یا دو ہفتے سے
زیادہ کی عمر کے ہون اور یہہ کہنا مناسب ہے کہ اگرچہ یہہ باتین اکثر اتنے ہی کم عمر
بچون کے واسطے ہو سکتی ہین تو بھی عموماً اندرونی گھبراہٹ کنولشن
کی حالت مین جو ایک یا دو دن کے بچون کو ہون ہلکے جُلاب کی ضرورت ہوتی ہے
جیسے میگنیشیا اور ریوند چینی یا کیلومیل غذا مین بھی بہت احتیاط رکھنی چاہئے
ہشتم جب دَورے دانت نکلنے کے وقت ہو نکلنے۔ گھبراہٹ یا اور باتون سے
پیدا ہون تو مسوڑہے کو کاٹنا چاہئے اور ہلکی سی قے دلانے والی دوا دینی چاہئے
کچھ دست آور دوا دینے۔ گرم پانی سے نہلانے سے بھی غش بند ہو جاتے ہین۔

فصل دسوین

دستون کا بیان

بچون کو دستون کی بیماری بہت سخت ہوتی ہے اور اِسکا جہان تک ہو سکے
جلد علاج کرنا چاہئے۔ ہر سال اِسکے سبب سینکڑون بچے مرتے ہین۔ بعضے تو

اچانک ہی مرجاتے ہین لیکن اکثر بہت دِن بیمار رہکر مرتے ہین۔ دستون کا
سبب یا تو معدہ کی خرابی یا اور کوئی بیماری (جیسے دانت نکلنے کے دنون مین
جباڑے کی حالت مغز مین پانی کا پیدا ہوجانا) ہوتی ہے۔ مگر چھوٹی عمر کے بچون کو
تو معدہ کی خرابی سے ہی عموماً دست لگتے ہین۔ اُن بچون کو یہہ بیماری بہت کم
ہوتی ہے جنکی صحت مین کسی طرح کا فتور نہ ہو اور جنکے کہانے پینے کا انتظام اچھا ہو۔
یا تو یہہ بیماری بہت نازک بچون کو جنکے ہاضمہ مین کسی طرح کا فتور ہو ہوتی ہے یا اُن کو جو اگرچہ
ظاہر مین تندرست اور موٹے تازے ہوتے ہین مگر عُمدہ کہانا نہین کہاتے اور جنکو عُمدہ دودھ
نہین ملتا۔ دستون کی حالت مین بچہ کو بالکل اور ہی طرح طرح کا پاخانہ آتا ہے۔
اگر ننھے بچون کو دودہ اچھی طرح نہ پلایا گیا ہو بلکہ اوپر کا دودہ پلایا گیا ہو اور کچھہ اور کہانا
دیا گیا ہو تو بجائے قبض ہونے کے اُن کو کالے۔ پتلے پانی۔ دودہ سے ملے ہوئے دست
درد سے آتے ہین۔ اسکے لئے تہوڑی سی ریوند چینی اور میگنیشیا دن بہر مین دو
دفعہ دینی چاہئے اگر پاخانہ کا رنگ بدل اور شدید ہو جائے تو اور بہی کم مقدار دینی چاہئے
لیکن اس کا بڑا علاج تو اچھی طرح دودہ پلانا ہے جس سے بیماری کی جڑ ہی جاتی رہتی ہے
کبھی تو بچون کو سفیدی مایل دست ہوتے ہین اور کبھی ہرے بودار جنکے سبب بچہ
چیختا ہے اور چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ یہہ بُرے کہانے یا معدہ کے خلل سے لگجاتے ہین کیونکہ
بعض عورتین لاڈ کے مارے اپنے بچونکو سب طرح کے الا بلا جیسے امرود کچالو سونٹہ
بتاشہ وغیرہ کہلا دیتی ہین اور ذرا یہہ نہین سوچتین کہ اُن سے بچہ کو کس قدر تکلیف
ہوگی۔ جب بچون کو ایسے دست آتے ہون تو ریوند چینی اور میگنیشیا سے معدہ
صاف ہو جائیگا اور بچہ تندرست ہو جائیگا۔ اگر اس سے فائدہ نہو تو چار گرین پوڈر
آف چاک اور آدہا گرین کیلومیل صبح و شام جبتک پاخانہ اصلی رنگت پر نہ آجائے
دیتے رہنا چاہئے۔ بچہ کو اُسوقت صرف چھاتی کا دودہ پلانا چاہئے اور اگر کچھہ

کہانیکو دیا ہی جائے تو اچھی طرح اُبالا ہوا آراروٹ دینا چاہئے کیونکہ دستون کا علاج
اگر جلد ہی نکیا جائے تو اول دست آتے ہین پہر بڑہتے بڑہتے بہت پیچش اور بُخار ہو جاتا ہی
اگر بیماری اِس درجہ کو پہونچ جائے تو نیچے لکھی ہوئی تدبیرین کرنی چاہئین ۔
اوّل جب دست آتے ہون اور اُس کے ساتھہ ہی کوئی اور بیماری ہو یا معدہ مین
کسی طرح کا خلل ہو تو تہوڑا سا پیکا (جو ایک قسم کا پودہ ہوتا ہے اور جسکی جڑ بطور جُلاب
کے دیتے ہین) دینا چاہئے ۔
دوم جب دست بہی آتے ہون اور بُخار ہو تو صُبح و شام شیر گرم پانی سے نہلانا چاہئے ۔
سوم جب پاخانہ ہرا اور پتلا آتا ہو اور بیماری کو بہت دِن ہوئے ہون تو ریوند چینی
اور میگنیشیا کی ایک خوراک دینی چاہئے ۔ اگر پاخانہ بدبُودار اور کالا ہو تو جیسا اُوپر
بیان ہوا کیلومیل کی چند خوراک دینی چاہئین ۔
چہارم دستون کی دوا سخت بیماری کی حالت مین لاڈینم کا حقنہ چڑہانا ہے ۔ حقنہ
کو چند منٹ کپڑے سے پکڑکر بچہ کی پاخانہ کی جگہہ رکہنا چاہئے ۔ اگر چند منٹ رکہنے سے
زیادہ فائدہ نہو تو گہنٹہ دو گہنٹے رکہنا چاہئے ۔
پنجم لاڈینم کا کہلانا بہت مُضر ہوتا ہے اور حقنہ کے برابر تو اُس سے کبھی فائدہ ہوتا
ہی نہین ۔
اس سے معدہ اور کُل بدن کمزور ہو جاتا ہے ۔ پس یہہ دوا ہر حالت مین باہر سے لگانی
مُفید اور بیخطر ہوتی ہے ۔ پیٹ پر لاڈینم کی مالش کرنی چاہئے ۔ یا کافور اور افیون کا
پلاسٹر لگانا چاہئے ۔
ششم دستون کی روکنے کی دوا دینے سے عموماً کچھہ فائدہ نہین بلکہ نقصان ہوتا ہے ۔
ہفتم جب دست دانتون کے سبب سے آتے ہون تو مسوڑے ہون کو نشتر سے چیرنا چاہئے
اور اگر بدن کے کسی اور حصہ مین کوئی اور بیماری ہو تو اُسکا علاج بہی بہت جلد

ہونا چاہیئے۔
ہشتم اگر بچہ نے دودہ نہ چھوڑ دیا ہو اور بیماری زور پکڑ جائے تو اُس صورت مین کہ دُودہ پلانیوالی کو اور غذا دینے سے بہی کچھہ فائدہ نہو دہائے کو بدلدینا چاہیئے۔ اگر دُودہ چہوڑے تہوڑے ہی دن ہوئے ہون اور دست آنے لگین تو پہر بچہ کو اگر پینے لگے تو دُودہ پلانا چاہیئے۔ اور اگر دُودہ چہوڑے بُہت عرصہ ہُوا ہو تو بچہ کی طاقت قایم رکہنے کے واسطے ارارُوٹ دینا بُہت مفید ہوگا۔
نیز اہ اللحم کا کلیسٹر یا حقنہ ہر حالت مین جب یہہ بیماری سخت ہو یا طول کہینچ جائے اور بہینک بچون کو ہر بیماری مین جب اُنکی بہوک جاتی رہے تو دن بہر مین دو تین دفعہ دینا مناسب ہے۔ چہوٹی پیالی بہر کر دینی چاہیئے۔ اگر یہہ نہ ٹہیرے تو پانچ چہہ قطرے لاڈنم کے بہی پلا دینے چاہئین۔ بُہت سے بچّے ایسا کرنے سے مرتے مرتے بچے ہین۔ جب اسطرح سے اُنکی طاقت قایم رہیگی تو وہ جلد ہی اپنے مونہہ سے کہانے پینے لگینگے۔

فصل گیارہوین
قبض کے بارہ مین

بعض بچون کو تو قبض جنم سے ہی ہوتا ہے اور بعضون کو بعد پیدا ہونے کے ہوجاتا ہے جب بچہ کو قبض جنم سے ہوتا ہے تو اُسکی ماکو بہی ہوتا ہے۔ بڑی عمر کے بچون کو قبض کے سبب تنگاس ہوجاتا ہے۔ اور یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ جب وُہ اور بڑے ہوجائینگے تو کم تکلیف ہوگی اگر بچون کو جنم سے قبض ہو اور وُہ توانا۔ چالاک و تندرست ہون تو کچھہ اندیشہ نہین۔ لیکن اگر بچہ کو پیدا ہونے کے پیچہے چند ہفتہ تک اچہی طرح دست آتا رہا ہو اور پہر قبض ہوجائے یا وُہ دُبلا ہوتا جائے یا پہلے سے ہی قبض ہو اور چیخین مارتا ہو اور زرد رنگ پڑجائے تو ضرور علاج کرنا چاہیئے۔ یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ جتنی جلدی علاج کیا جائے بہتر ہے

اور جسقدر دیر لگیگی اتنا ہی زیادہ اندیشہ ہوگا - اکثر کو تو ایک ثلث چوتہائی گرین سے چہہ گرین تک عمر کے لحاظ سے کیلومل دیا جا سکتا ہے - اس مین خوب بورا ملانے چاہئے اور پہر تہوڑی سے شوربے یا شہد کے ساتہہ کہلانا چاہئے - اگر بچہ کو چوری سے یہہ دوا دینی ہو تو اسکو روٹی پر بُرکا دین اور اس مین ترکاری ملا دین -

اس سے دست کہل کر آجاتا ہے اور تین - چار روز تک برابر یہی دینی چاہئے جبتک قبض بالکل رفع نہو جائے - ایک یا آدہ گرین یا اس سے بہی زیادہ جیسی کہ صورت ہو دینا چاہئے اور اگر اس سے قبض رفع نہو تو زیادہ تیز جلاب مثلاً تہوڑا سا کسٹر آئیل دینا چاہئے

فصل بارہوین

چُنّے

کئی قسم کے چہوٹے چہوٹے کیڑے جنکو چُرنے کہتے ہین پیٹ مین ہو جایا کرتے ہین لیکن بچون کے تو اکثر صرف دو طرح کے چُرنے ہوتے ہین - ایک تو لنبے لنبے کان سلائی کی شکل کے ہوتے ہین - دوسرے سفید چہوٹے چہوٹے چُرنے جو دہاگے کے ٹکڑے جیسے ہوتے ہین - یہہ دونو طرح کے چُرنے پیٹ کے مختلف حصون مین ہوتے ہین کیونکہ لنبی طرح کے چُرنے تو پیٹ کے نیچے کے حصہ مین ہوتے ہین اور چہوٹے پیٹ کے بہت اوپر کے حصہ مین بہی پائے جاتے ہین - چُرنون کے پیدا ہونیکا سبب بتلانا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ اور قسم کے کیڑون سے جو زمین یا نباتات مین پیدا ہوتے ہین بہت مختلف ہوتے ہین - یہہ تو ظاہر ہے کہ وہ اور کیڑون کی طرح پیدا نہین ہوتے لیکن یہہ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ کسی خاص طرح کی خوراک یا مٹہائی یا کچے پہل وغیرہ کہانے سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہین لیکن یہہ خیال صرف اُس حد تک ٹہیک ہے کہ ایسی چیزون سے معدہ اور انتڑیون مین خلل پیدا ہو جاتا ہے اور ہاضمہ بگڑ جاتا ہے - کیونکہ جب ہاضمہ درست ہو اور پاخانہ اچہی طرح اور کہلکر آتا ہو تو چُرنون کا پتہ بہی نہین ہوتا -

یہاں یہہ بات بہی بیان کرنیکے لایق ہے کہ جبتک بچے دودہ پیتے رہتے ہین بہت ہی کم کوچرنے ہوتے ہین۔ مگر دودہ چہوڑنیکے بعد جب انکو اور چیزین مثلاً اس ملک مین طرح طرح کی مٹہائیاں لاڈ اور پیار کے مارے بہت کہلائی جاتی ہین تو چرنے ہو جاتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دودہ پینے کے دنون مین بچہ کا ہاضمہ درست رہتا ہے اور جب طرح طرح کی کہانیکی چیزین دیجاتی ہین تو اُس مین فتور پڑ جاتا ہے۔

جب بچہ کے پیٹ مین چرنے ہو جاتے ہین تو بیرونی علامات سے یہہ بات معلوم نہین ہوتی کہ فلان بچہ کے چرنے پڑ گئے ہین یا نہین انکا ہونا اُسوقت ہی معلوم ہوتا ہے جب وہ بہت سے پیٹ مین جمع ہو کر جہلملاہٹ پیدا کرتے ہین یا انکے سبب سے بچے کچہہ بیمار ہو جاتے ہین اور چرنون کے سبب انکی تکلیف بہت بڑہجاتی ہے۔ چرنونکی تکلیف صرف جہلملاہٹ ہوتی ہے اور یہہ تکلیف صرف چرنون کے کم یا زیادہ ہونے پر منحصر نہین بلکہ بچہ کی معدہ کی حالت پر موقوف ہوتی ہے۔ یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ چونکہ چرنے پیٹ کی خرابی کے سبب بہت ہو جاتے ہین اسلئے بہت سی علامات تو اس حالت سے ہی ظاہر ہو جاتی ہین اور جہلملاہٹ سے نہین۔

لنبی طرح کے چرنونکا ہونا ان نشانیون سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بچہ کے پیٹ مین اکثر مروڑے کا ہونا۔ پیٹ مین درد۔ یکایک سستی کا لگجانا بہوک کا یکایک حد سے زیادہ یا کم ہو جانا۔ پیٹ کا اپہرنا خصوصاً رات کو نیند نہ آنی۔ بچہ کا سوتے سوتے چونک اُٹہنا اور دانتون کا کٹکٹانا علاوہ ان آثار کے یہہ دیکہا جاتا ہے کہ جب ایسے چرنے ہوتے ہین تو بچہ کا رنگ کبہی تو پیلا اور کبہی سُرخ ہو جاتا ہے۔ ناک ملتا رہتا ہے۔ مونہہ مین سے بدبو آتی رہتی ہے۔ خشک کہانسی ہوتی اور بعض اوقات مند اسند انجار بہی ہو جاتا ہے اور اسکے ساتہہ ہی بیہوشی بہی ہو جاتا ہے۔

چرنونکی بہت سی دوائیان برتی جاتی ہین۔ جیسے قلعی کا سفوف۔ tansy (ایک قسم کی کڑوی جڑ ہوتی ہے)۔ گندہک۔ گنگلی وغیرہ لیکن عموماً یہہ بات بچون کے حق مین سب سے مفید ہے کہ انکو دستون کی دوا بار بار دین جن سے چرنے بہی نکلجائین اور پیٹ کی اور کسر

وغیرہ بھی رفع ہوجائے اور معدہ وصاف ہونے سے ہاضمہ بھی درست ہوجاتا ہے۔ بچونکو دستون کیواسطے کیلو میل کی ایک خوراک دینی چاہیے اور ایکدن بیچ سے اگر بچہ نگل سکے تو اُسکو ایپیکی کی گولی دینے سے بالکل فائدہ ہوجائیگا اس جُلاب کے بعد بچہ کو طاقت دینے والی دوا (مین نے سُنا ہے جیسے سیرپ لیعنی طاقتکی دوا جو ڈاکٹر دن کے ہان بنی ہوئی ملا کرتی ہے)۔ یا لوہے کا کُشتہ وغیرہ کیونکہ اُسکے معدہ مین طاقت آتی ہے اور ہاضمہ دُرست ہوجاتا ہے۔

جب چھوٹے طرحکے سفید کیڑے ہوجاتے ہین تو مرور دہونے بچہ کے ناک کو ملتے ہیے۔ اور نیند وغیرہ کے نہ آنیکے علاوہ بچہ کے پیٹ کے نیچے کے حصہ مین بہت کھجلی ہوتی ہے جو رات کو نہایت ہی زور سے ہوتی ہے اور بعض اوقات بچہ پیشاب تک نہین سکتا۔ سوزش کے سبب سے پیشاب تک بند ہوجاتا ہے۔

جب کیڑے پاخانہ مین نکلتے ہین یا خود بخود پیٹ سے نکل آتے ہین تو اور بھی یقین ہوجاتا ہے کہ بیشک بچہ کی بے خوابی ان ہی کے سبب سے تھی۔ یہہ بھی بیستونکی دوا سے دور ہو سکتے ہین اور طاقتکی دوا کھلانے سے بڑہ نہین سکتے لیکن علاوہ اِن علاج کے پیٹ کے اندر ایسی دوا کا حُقنہ جس سے وہ مرجائین چڑھایا جاسکتا ہے جیسے نمک کا حُقنہ لیکن ایسا حقنہ جسمین علاوہ ہو یا نمک کا تیل اور گُل بابونہ کے تیز عرق ہون اور بھی مفید ہوگا۔

کچھہ دن تک یہی علاج ہر دوسرے رات کرتے رہنا چاہیے۔ اور اگر اس سے بالکل آرام نہ ہوجاوے تو پھر ہفتہ بھر مین ایکدفعہ جبتک کہ بیماری بالکل جاتی رہے۔

پہلی فصلونمین اکثر جگہہ حُقنہ ذکر ہوا ہے مراد اُسکی صاف کرنیوالی چیز ہے لیکن عام مستعد مین حُقنہ اسیوقت کی دوا کو کہتے ہین جو معدہ زیادہ قبض کیجاتی ہین دست کے لئے کام مین لاتے ہین۔ معمولی حُقنہ ایک بڑا چمچہ بھر نمک ایک چمچہ پکھن اور تیل اور ایک آدہا بھر یخ یا مانڈ ملانے سے تیار ہوتا ہے۔

بچون کے لئے ایک پیالہ مانڈ اور ایک چمچہ نمک یا گھی کہانڈ ملاکر حقنہ بن سکتا ہے۔

فصل تریوین

بچپن مین ورزش

بچپن مین بھی جسم کی حرکت صحت اور بھوک کے لئے ایسی ہی ضروری ہوتی ہے جیسی بڑی عمر مین۔ پس جسمانی حرکت کو ٹھیک ٹھیک اور حدِ مناسب تک رکھنے کے لئے بچے

بدن اور اُن اصولون کا جنکے موافق بدن کے مختلف حصے اپنا اپنا کام انجام دیتے ہین
خیال رکہنا چاہئے۔ پیدا ہونے کے بعد چند ہفتہ تک بچہ کو آپ ہی اُٹہانا بٹہانا چاہئے اور
یہہ جلدی نکرنا چاہئے کہ بچہ آپ ہی اُٹہنا بیٹہنا جلدی سے سیکہہ جائے تو اچہا ہے۔ اگر اس
بات کا خیال عموماً نہ رکہا جائے اور پہلے ہی سے بچے کے بیٹہنا سیکہنے کی جلدی نکرنی چاہئے اور
نہ خواہ مخواہ اُسے کہڑا کرنے یا سیدہا بٹہلانے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس سے اُسکی
کمزور لچکدار کمر بدن کے بوجہہ سے ٹیڑہی ہو جاتی ہے اور اس سے بچہ نہ صرف ہمیشہ کے
لئے کُبڑا ہو جاتا ہے بلکہ لازمی نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ پہیپڑون اور دل پر بوجہہ پڑنے سے
معدہ مین بہت خلل اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اتنی عمر مین بچہ کو صرف اتنی ہی
ورزش کافی ہے کہ گہر مین گود مین لیکر ادہر ادہر پہرین یا ہاتہون پر سیدہا یا ترچہا
لٹاکر یا چہوٹی بچون کی گاڑی مین بٹہاکر پہرائین یا آہستہ آہستہ اُسکے تمام بدن اور ہاتہ
پاؤن پر ہاتہہ پہیرین جس سے بچہ کو بڑا آرام پہنچتا ہے اور خون کی گردش بہی ٹہیک ہوتی
ہے۔ بہت سے ماں باپ ایسے جاہل اور کاہل ہوتے ہین کہ بچون کو تہوڑی سی عمر مین
کودنے پہاندنے۔ اُٹہنے بیٹہنے۔ چلنے پہرنے دیتے ہین جبکہ وہ اس بات کے ذرا بہی لائق نہین
ہوتے۔ اور نہ اس بات کا خیال رکہتے ہین کہ جو کہانا کہاتے ہین وہی انکو دینا چاہئے
اگر وہ بچہ کے مزاج سے واقف ہون اور ایمان سے انصاف کو دخل دین تو انہین معلوم
ہو جائے کہ وہ یہہ بد احتیاطی صرف اپنی ہی دل لگی کے لئے کرتے ہین۔ بچہ کی تندرستی کا
خیال نہین کرتے۔ جب بچے چلنے پہرنے کے قابل نہ ہون تو آپ یا نوکرون کے ساتہہ سے دل
چلانیکی کبہی کوشش نکرنی چاہئے۔ جب بچہ اس قابل ہو جاتا ہے تو خود چلنے پہرنیکی
خواہش کرتا ہے۔ تہوڑے دن اور اُسکا گہٹنیون چلنا اُسکی طاقت کیواسطے زیادہ
مفید ہے۔ بچپن مین ہی اُسکو پانون پانون چلانے سے اُسکی کمر اور ٹانگون کو ٹیڑہا نہین
کرنا چاہئے۔

ناعاقبت اندیش ماباپ اکثر اپنی خوشی اور دل لگی کا تو خیال کرتے ہین مگر بچہ کے فائدہ اور خوشی کا ذرا بہی نہین - اور بچون کو اُسوقت چلانے پہرانے کی کوشش کرتے ہین جبکہ اُنکے ہاتہہ پانون اِس لایق نہین ہوتے - اُنکو پہر یہہ جتانا لازم ہے کہ وہ ایسا اپنی ہی دل لگی کے لئے کرتے ہین - بچہ بیچارے کا کچہہ بہی خیال نہین کرتے - اگر وہ خود ہی غور کرین تو معلوم ہو جائے کہ جب بچہ کو ایسا کرنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ رونے لگتا ہے - بچون کی صحت کے واسطے اُنکے سونے کا انتظام ٹہیک ٹہیک ہونا بہی بہت ضروری ہے یہان یہہ لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بچون کو دن مین کبہی نہ سونے دین کیونکہ دوپہر کے سونے سے دن بہر بچہ سست رہتا ہے -

فصل چودہوین

بچون کی صحت کے متعلق بعض عام باتین

جب یہہ بات سب آدمی مانتے ہین کہ ماباپ کا اثر بچہ پر بہت کچہہ ہوتا ہے تو یہہ بات اُن کو بتانی کہ کن کن حالتون مین بچہ کی تندرستی پر ماباپ کا بہت کچہہ اثر ہوتا ہے مناسب معلوم ہوتی ہے - مفصلہ ذیل حالتین زیادہ غور کے لایق ہین -

اوّل بچون کی کمزوری اُنکے ماباپ کی کمزوری کا نتیجہ ہوتی ہے -

دوسرے کم عمر مین لڑکے بالون اور خاصکر کمزور اور نازک لڑکیون اور ایسے بچون کی جنمین موروثی بیماریون کا لگنا بہت آسان ہو شادی کرنی اُنکے بچون کی کمزوری کا باعث ہوتا ہے -

تیسرے بہت قریب کے رشتون مین شادی کا ہونا اور خاصکر جبکہ اُنہین سے کوئی ایسے گہرانے یا خاندان کا ہو جسمین کوئی مرض دائمی رہا ہو -

چوتہے بہت بڑی عمر مین شادی کرنا -

پانچوین لڑکے لڑکی کی عمر مین شادی کیوقت بہت فرق ہونا - یہہ فرق عام حالتون مین دو سال سے زیادہ نہونا چاہئے -

چھٹے حمل کے وقت بچہ کے ماباپون کی صحت۔

ساتوین حمل کے دنون مین ما کی صحت۔

بچے زیادہ اس سبب سے بیمار ہوتے اور مر جاتے ہین کہ ڈاکٹر صاحب کچھ کہہ جاتے ہین اور ہوتا کچھ ہے۔ بعض اوقات حکیم سے بچہ کی تکلیف یا بیماری کا ذکر تک نہین کرتے بڑی عقلمند بہی بعض اوقات حکیم جی کے ناراض ہوجانے کے ڈر سے بچہ کی بیماری کا بار بار ذکر نہین کرتین اور اس سبب سے اگر بچہ کو آرام نہو تو حکیم کو یہہ شبہہ ہوتا ہے کہ اُسکی تشخیص مین ہی فرق رہگیا ہوگا اور اصل مین اُنکا علاج ہی نہین ہوتا۔

بچپن مین بیماری ہونے کے اکثر دو سبب ہوتے ہین۔

ایک تو بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے اُسکی ماکا بیمار رہنا۔

دوسرے بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اُسکو سردی گرمی ہوجانی۔

جسطرح بچون کے ماباپ کی بیماریکا اثر اُنپر ہوتا ہے ویسے ہی اُنکی صحت کا بہی اثر اُن پر ہوتا ہے۔ یہہ جو بیان ہوا کہ ماباپ کی بیماری کا اثر بچون پر بہی ہوتا ہے اِس سے یہہ مراد نہین ہے کہ اُنکی وہی بیماری بچہ کو بہی لگجاتی ہے بلکہ اِس سے صرف یہی مراد ہے کہ ایسے والدین کی اولاد اُنہی بیماریون مین زیادہ آسانی سے مبتلا ہوسکتی ہے بہ نسبت اُن بچون کے جو تندرست والدین کی اولاد ہوتے ہین اور اِسی سبب سے بیمار والدین کی اولاد کی زیادہ احتیاط اور خبرداری رکھنی چاہئے۔

فصل پندرہوین

کہانے پینے کے بیان مین

اپنے بچون کو جلدی طاقتور بنانے کی خواہش سے اکثر بچون کی ماان کو بہت ثقیل کہانا بار بار کہلاتی ہین۔ اگر بچہ کو جلدی جلدی بغیر چبانے کے کہانے دین تو بیشک وہ حد سے زیادہ کہائیگا۔ اِسکے خلاف اگر اُسکا دل نہ بہلاتے رہین اور وہ کہیل کود مین نہ لگا رہے تو وہ بار بار

کھانا مانگیگا اس سبب سے نہین کہ بہوک لگتی ہے بلکہ بچہ کو تو کچھ شغل چاہیئے اسلئے کھانا ہی سہی۔ بچہ کو روٹی یا مٹھائی دیکر بہلانے سے انکی صحت ہی کو نقصان نہین پہونچتا بلکہ اُن کی عادت بہی خراب ہو جاتی ہے بچہ کو جسقدر جلد ہوسکے یہہ عادت ڈالنی چاہیئے کہ وہ صبح و شام کے کھانے کے بیچ مین وقت مقررہ سے پہلے کھانا نہ مانگے۔

معدہ کو بہی اور اعضا کیطرح آرام ملنا چاہیئے اگر اُسے آرام نہ ملے اور بچہ اندھا دھند کھائے جاوے تو ضرور بدہضمی ہو جائیگی اور صحت مین فتور آجائیگا۔

دوسرے برس بچہ کو طاقتور اور توانا کرنیکے لئے مقوی خوراک اور محرک اشیا کے دینے سے اکثر بہت نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے ایسی محرک اشیا ہرگز نہین دینی چاہیئے اور کمزور بچون کو بہت مقوی کھانا بہی نہ دینا چاہیئے۔

تندرست بچہ جو کبہی کبہی بہوکا رہنے سے کمزور ہو گیا ہو اسطرح طاقتور ہو سکتا ہے مگر اُن بچون کو جنکا ہضمہ خراب ہو اور جو کمزور ہون جقدر ہلکی اور نرم خوراک ملیگی اتنی ہی انکے لئے مفید ہوگی اور جقدر زیادہ مقوی اور محرک ہوگی اُتنی ہی انکی صحت اور جسم کی توانائی کیلئے مضر ہوگی۔

جب بچہ کے دانت نکل آئین تو کچھہ ہری ترکاری جو اچھی طرح پکائی گئی ہو کہلانی مفید ہوتی ہے پہول گوبہی۔ گاجر۔ انکو بچے ایسی ترکاریان ہین جو بچون کو بہت مزے دار معلوم ہوتی ہین اور جلدی ہضم بہی ہو جاتی ہین لیکن بہت نہیں کہلانی چاہئین۔ اور ایک ساتھہ یا ایک وقت ہی کئی طرح کی چیزین نہ دینی چاہئیں۔

جب معدہ کمزور ہوتا ہے تو ایسی نرم غذا گوشت وغیرہ سے زیادہ فائدہ دیتی ہے چنانچہ ڈاکٹر اکاٹ اور امریکہ کے اور بڑے بڑے ڈاکٹر صاحبان نہایت زور دیتے ہین کہ بچون کو جو نہ پہل پہلیان ہری ترکاریان اور دودہ وغیرہ ہی دینی چاہئین۔ گوشت خواہ کسی طرح کا ہو صحت کو بالکل مضر ہے۔

باب سوم

فصل اول

درباره اخلاقی تعلیم اطفال

بچہ کی جسمانی تربیت کے اصولون کے بیان کے بعد یہہ ضرور ہے کہ اُسکی اخلاقی تربیت کیلیئے جو باتین ضرور ہین - اُنکا بہی ذکر کیا جاوے - انسان کے بدن یا دل ہی کو آدمی نہین کہہ سکتے کیونکہ اگر انسان جو اُس مادّی دنیا مین رہتا ہے اور جسکی زندگی اِسقدر مختلف مادّی اشیا پر مبنی ہے - اگر دل ہی دل ہوتا تو باقی مخلوق کے مقابلہ مین نہایت ہی عجیب الخلقت قرار دیا جاتا اِسیطرح اگر انسان مین گھڑی کی مانند پُرزے ہی پُرزے انتظام اور ترتیب کے ساتھہ لگے ہوئے ہوتے اور اُس مین دل یا مرضی نہوتی جو اسکی حرکات وسکنات کا سبب ہے تب بہی ایسی ہی حالت ہوتی - اس لئے اُن مطالب کو پورا کرنے کے واسطے جسکے لئے انسان دنیا مین ہے ضرور ہے کہ اُسکی تعلیم اور تربیت مین اِس بات کو بہی مدّنظر رکہا جائے کہ اسمین تندرستی اور طاقت کے ساتھہ ہی صحیح اور قوی دل و دماغ بہی ہو - یہہ بات مشاہدہ سے بخوبی واضح ہے کہ ہر امر جو انسان کے جسمانی یا دماغی حالت کو بدلتا ہے یا بدلنے کے لائق ہوتا ہے وہ ضرور کوئی نہ کوئی دائمی اثر اچھا یا بُرا اُسپر پیدا کرتا ہے - اور اگرچہ بچّہ کی تعلیم مجازی پانچ یا چھہ برس کی عمر سے شروع ہوتی ہے لیکن اُسکی اصلی تربیت اُن تمام اُمور پر منحصر ہونیکے سبب جو اسکے ارد گرد ہوتے رہتے ہین پیدایش کے دن سے ہی شروع ہوجاتی ہے در اکثر بچہ کو یہہ بہی معلوم ہونے سے پہلے کہ مین کون ہون آیندہ کے لئے اُسکی دلی و دماغی حالت کی ایک مضبوط بنیاد پڑجاتی ہے - اگر اُس بڑی بات ہمیشہ مدّنظر رکہکر یہہ خیال رکہا جائے کہ بچے کو قوانین قدرت کے مطابق تعلیم دین تو اسطرح باسانی بچہ کیواسطے بے نقص ترقی اور اصلی خوشی مہیا ہوسکے گی - لیکن اگر ایسا نکیا جائیگا تو بچہ کے بول سکنے اور سوچ سکنے کے بعد ہی نہین بلکہ پہلے ہی سے بہت سی خرابیان ظہور مین آنے لگینگی -

جو نہایت لاڈ و پیار کرتی ہین وہ اگر انکا بچہ بڑی سے بڑی بات بہی کرتا ہے تو اکثر یہہ کہکر درگذر
کرتی ہین کہ ابہی تو بہت چہوٹا ہے جب بڑا ہو جائیگا تب سب سمجہنے لگے گا۔ لیکن اصل مین یہہ نہایت
غلط خیال ہے۔ بچپن مین ہماری رہنما عقل نہین ہے بلکہ ماں باپ کے محبتانہ حکم اور ہدایتین۔
اور اُنکو بُرے کامون سے روکنے کے لئے اُنکے بڑے ہو جانیکا انتظار کرنا گویا اس بات کا
انتظار کرنا ہے کہ جن بُری عادات و خصلات کو ہم دور کرنا چاہتے ہین۔ وہ اچہی طرح جیسے پایہ ہائے لین
اور ایسے مضبوط ہو جائین کہ پہر دور نہ ہو سکین عقل آنے سے پہلے بچے مین مختلف جذبون جیسے
محبت اور دیگر قوائے اندرونی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اور اگر انکو مناسب طرح نرو کا جائے
اور ترتیب سے رکہا جائے جیسا انکا کام ہے تو بچے کی طبیعت چاہے جو شکل اختیار کر سکتی ہے
اور اسکے ارد گرد کی حالت کے موافق اُسکی عادات اور خصلات ہو جاتی ہین۔ پس اگر اس
نازک حالت مین علاوہ مناسب تعلیم نہ ہونے کے بچہ اپنے ہم عمر بُری اور بدخصلت بچون کے
ساتہہ کہیلے تو اُسپہ اسقدر خراب اثر ہونا اغلب ہے کہ پہر برسون کی درستی سے بہی دور نہو
پس چونکہ شروع عمر مین جو اثر بچہ کی عادت اور خصلت پر ہوتا ہے وہ ایسا دیرپا اور مضبوط
ہوتا ہے اسلئے ماں کو بچپن ہی مین بچہ کی تعلیم کی طرف متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے۔

شروع عمر مین بچون کو تعلیم دینے مین جو دو غلطیان کیجاتی ہین۔ وہ یہہ ہین۔

اوّل۔ بچے کی مرضی کو بہت اختیار دیا جاتا ہے۔ اور اسطرح جو خواہش بچے کے دل مین پیدا
ہوتی ہے اُسکو بے روک ٹوک پورا ہونے دیتے ہین۔

دوم۔ دوسری غلطی پہلے کے بالکل برعکس ہے یعنے ماں بچے کے تمام خیالات کو اپنی موافق
کرنا چاہتی ہے۔ اور ذرا ذرا سے کامون کو نہایت سخت پابندی کے ساتہہ کرانی ہے کیونکہ
سخت پابندی قواعد نہ صرف بچون کی طبیعت کے بالکل برخلاف ہوتی ہے۔ بلکہ اُنکے آرام
اور خوشی کی غارتگر سمجہنی چاہئے۔ پہلی غلطی کے سبب بچہ اسقدر خودغرض ہو جاتا ہے کہ جلد
ہی بالکل بگڑ جاتا ہے۔ دوسری غلطی کے سبب بچہ کو اسقدر پابند حکم ہونا پڑتا ہے۔ کہ اُسکی

طبیعت بالکل ٹوٹ جاتی ہے۔ تیسری غلطی جو کیجاتی ہے وہ یہہ ہے کہ ماں ہر ایک آدمی سے
جو ملنے آتا ہے اپنے بچے کی تربیت کی ترکیبیں دریافت کرتی ہے۔ اور اُنپر عمل کرتی ہے۔
اور اسیطرح اکثر اوقات بڑے مضر نتایج پیدا ہوتے ہیں۔
بچپن میں اور نیز بڑی عمر میں ایک بہت عُمدہ نعمت جو ہمکو مل سکتی ہے وُہ بدن اور دل و
دماغ کی چُستی و چالاکی ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ یہہ چُستی و چالاکی مصنوعی نہ ہو۔ مختلف
قسم کی ہوا اُسیطرح مضر نہو۔ علاوہ برین اُسکو سکہلانیکے طریقے بہی ایسے نہ ہوں کہ جنسے
کسی قوت اندرونی پر بے ضرورت بوجھہ پڑتا ہو۔ اُس نعمت کے مقابلہ میں بدن اور دل
و دماغ کا بیقرار رہنا ایک بڑی آفت ہے۔ پس تین باتیں ہیں جنکا بچوں کی تندرستی اور خوشی
کیلئے ہمیں خیال رکہنا چاہئے
اوّل پرورش کا طریقہ ایسا ہو جسمیں ہمارے تمام بدنی و دماغی اعضاؤں کو مناسب حال
تربیت پانے یا استعمال کئے جانیکا موقع ملے۔
دوسرے اِس بات کی احتیاط رکہی جاوے کہ دلی شغل اِسقدر زیادہ نہو کہ اور سب
قوتیں تہک جائیں یا کمزور ہو جائیں۔
تیسرے اُن جذبوں اور اُس میلان طبیعت کی ہدایتوں یا خواہشوں کو پورا کرنیکے
لئے کافی اختیار دیا جاوے۔ جو ہمکو گہریلو تعلقات زندگی ادا کرنیکے لایق بناتے ہیں اور اُسکے
ساتہہ ہی احتیاطاً اُن تمام باتوں کو روکا جائے جو اخلاقی اُصول اور عقل کے برخلاف ہوں۔
تمام حالتوں میں بچوں کی پرورش کے لئے بچے کی ضروریات اور خواہشات اور طبیعت یا مزاج
کے مطابق طریقے اختیار کرنا ہی ایک بڑا اصول ہے۔ گویا خود بچہ کی رائے اُسکے کہیل اور
شغل مقرر کرنے میں لینی چاہئے۔ جب بچہ ایسی حاجتوں یا خواہشوں یا ضرورتوں کا اظہار
کرے۔ جو مناسب اور ٹہیک ہوں تو اُسکی خوشی کے لئے سب سے عُمدہ طریقہ یہہ ہی ہے۔ کہ اُن
ضروریات وغیرہ کو مناسب طرح پورا کردیا جاوے۔ بلی اور اُسکے بچہ کی مثال اِس بارہ میں

نہایت نصیحت انگیز ہے۔
بچہ جسطرح اُسکی عقل حیوانی اُسکو رہنما کرتی ہے کہلاڑیان کرتا ہے اور طرح طرح کے کہیل کود
مین مشغول ہوتا ہے لیکن اس تمام عرصہ مین اُسکی مان نہایت ہوشیاری سے اُسکی خبرداری
کرتی رہتی ہے۔ اور اگرچہ اُسکو چاہے جدہر پہرنے اور چاہے جسطرح کہیلنے اور اپنی طبیعت بہلانے
کی اجازت دیتی ہے۔ تاہم خوف وخطر کے موقعون پر فوراً اُسکے بچانے کو موجود ہو جاتی ہے
لیکن اگر بلی اپنے بچے کے تمام کہیل کہلاڑیون کو خود مقرر کرے اور شروع وختم کرنے وغیرہ
کے بہی وقت مقرر کردے تو ظاہر ہے کہ وہ محبت اور اتحاد جنکے واسطے بلی اور بلی کا بچہ
مشہور ہین ختم ہو جائیگا۔ پس ایسا کبہی نہین ہوتا۔ بلی ہمیشہ اپنے بچے کو جسطرح وہ چاہے
کہیلنے دیتی ہے۔ ہان جب کبہی خوف وخطر ہوتا ہے نہایت چالاکی اور چستی لیکن مہربانی اور
محبت سے بچے کو بچانیکے واسطے اُسکو اُسکی کہلاڑیون سے روکتی ہے اور بچہ بہی اپنی عقل
حیوانی کے ذریعہ سے اُس محبت اور مہربانی کے کام کو پہچان جاتا ہے اور پہلی ہی جیسی محبت ایک
دوسرے مین قائم وموجود رہتی ہے۔
بالکل اسی اصول پر انسان کے بچون کو بہی پالنا چاہئے۔ بچے کو جو کچہہ وہ چاہے کرنے دینا
چاہئے۔ اور جسطرح وہ چاہے کہیلنے دینا چاہئے۔ جبتک اُسکا کوئی کام یا کہیل مُضر بدن یا
صحت نہو اور بلحاظ اخلاق نامناسب نہو لیکن والدین کو ہمیشہ تیار ومستعد رہنا چاہئے
کہ جب کبہی بلحاظ اخلاق وو دور اندیشی ضروری ہو۔ بچے کے کامون کو یا تو روکدین یا کسی
اور مفید طرف بدلدین۔
بچہ جو نامناسب باتین کرے یا ایسی چیز کی خواہش کرے جسکا پورا کرنا عقل کے خلاف ہو۔
تو اُسکو فوراً مہربانی اور نرمی مگر ساتھہ ہی استقلال کے ساتھہ روک دینا چاہئے۔ اور اسطرح
عمل کرنا چاہئے۔ کہ بچہ خود بخود یہہ جان جائے کہ یہہ جو مجھکو روکا گیا ہے یہہ بسبب محبت اور
مہربانی کے ہے نہ کہ براہ ظلم وزبردستی۔ جس بات سے مین روکا گیا ہون وہ اب مین نہین

کرنے پائیگا خواہ کتنی ہی ضد یا التجا کیون نکرون۔
دوسرا طریقہ بچونکی پرورش کا جو نہایت مُضر ہے یہہ ہے کہ تمام کام یا کہیل بچے کے والدین مرضی کے مطابق ہوتے ہین اور اُنکے ہر کام مین اور ہر بات مین والدین دخل دیتے ہین۔
الغرض بچون کی اخلاقی تعلیم اور تربیت کے لئے والدین کو چاہئے کہ بچے کے مختلف جذبات جیسے محبت اور قوائے اندرونی کو اُنکاموں کے کرنے مین جو وہ کرتا ہے کافی آزادی و خودمختاری دیجاوے کیونکہ بچہ کی آیندہ کی خوشی خصلت اور مُفید مطلب ہونا ان اجزائے انسانی کے باہم گرخوش اسلوبی کے ساتھہ کام کرنے پر منحصر ہے۔ ساتھہ ہی ہمکو چاہئے کہ بچہ مین خود عملی اور خود انتظامی کی طاقت پیدا کرین تاکہ اُنمین اپنے ضروریات کے خود پورا کرنیکی عادت پڑے بجائے اسکے کہ ہر کام مین اورون ہی پر منحصر رہنے لگے۔ مگر اُسکے ساتھہ ہی فرمانبرداری۔ اور خود انکاری کا سبق بھی شروع ہی سے بچہ کے دلپر نقش کردینا چاہئے۔

فصل دوم

عملی باتین جو اخلاقی تربیت کیواسطے ضروری ہین

(۱) بچے کی پوری اور ٹہیک تربیت کے لئے ضروری ہے کہ مان کام کرنیکے لئے بخوبی مستعد ہو۔ اور خوشی خوشی سب کام بچے کا کرنیکو تیار ہو۔ عقلمند ہو۔ عالم ہو یعنے عام واقفیت اُسکو کافی ہو۔ اور اس قسم کے ذریعہ اُسکے پاس ہون کہ بوقت ضرورت جو واقفیت درکار ہو وہ حاصل کرسکے۔ اور ہمیشہ مہربانی اور انصاف کے ساتھہ بچہ سے پیش آوے۔ مگر یہہ تمام باتین مشکل ہی سے کسی مان مین پائی جاتی ہین۔ یاد رکہنا چاہئے کہ مان کا غصہ یا کسی قسم کا ذاتی لالچ بچے پر نہایت مضر اثر پیدا کرتا ہے۔ اِس بات کا بہی خیال رکہنا چاہئے کہ بچا۔۔ عام طور پر یہہ کہا جاسکتا ہے کہ جیسی خصلت یا عادت ماکی

ا؎ یعنے بچے اپنا کام اور انتظام خود کرنیکے لائق ہون ۱۲۔

بچے کے سامنے ظاہر ہونگی ویسی ہی خصلت و عادت بچے مین ہی ہونگی۔ بچے کے سامنے کوئی کام یا بات ایسی نہین کرنی چاہیے جسکو ہم بُری سمجھتے ہین یا جسکو ہم کسی بڑے آدمی کے سامنے کرنا مناسب نہ سمجھتے ہون۔

(۲) اگر ماں ہوشیار اور عقلمند ہے اور بچہ کی طبیعت سے واقف ہے۔ تو ضرور اُسکو معلوم ہوگا کہ بچہ کی زندگی کے کسی اور حصہ مین اسقدر غور و تفتیش اُسکو عاقل ہوشیار شائستہ اور نہایت ہی بااخلاق آدمیون کی حفاظت مین رکھنے کی نہین ہوتی جسقدر بچپن مین ہوتی ہے۔

(۳) بچون مین ہر نئی بات کو معلوم کرنیکا بہت زیادہ شوق ہوتا ہے۔ اُس شوق کو پورا کرنے سے بہت کچھہ فائدہ بچہ کو ہو سکتا ہے۔ اسلئے بچے کے حواس اور قوت مشاہدہ کو اسطرح تعلیم و تربیت دینی چاہیے کہ اُسکو اُس شوق کے پورا ہونے مین مدد ملے۔ مختلف کھلونے یا تصویرین بچے کے سامنے رکھنی چاہئین۔ اور اُسکی توجہ اُنکے رنگ۔ شکل۔ خواص۔ اور استعمالونکی طرف دلانی چاہیے۔ اُصول یہہ کہ بچہ کی ہر قابلیت یا جزبہ کو کام مین لانیکے واسطے اُس قابلیت یا جزبہ سے خاص علاقہ رکھنے والی کوئی نہ کوئی چیز ضرور ہوتی ہے۔ اور یہہ خاص چیزین بچہ کی طبیعت اور طرز مزاج کے تحقیق ہونے کے بعد تجربہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہین

(۴) ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو الگ یا اکیلے مین صرف ماں کے پاس نہ رکھا جاوے کیونکہ بچے کے تمام جزبات اور محسوسات کو ترقی دینے اور کام مین لانے کے واسطے ضروری ہے کہ اُسکو اور اپنے ہم عمر بچون سے یا بڑے آدمیون سے کام پڑے۔ محبت کرنیکے واسطے وہ جس سے محبت کیجائے۔ انصاف و مہربانی کرنیکے لئے وہ چیز انصاف یا مہربانی کی جائے ڈرنے کیواسطے وُہ جس سے ڈرا جائے۔ خفا ہونیکے لئے وہ جسپر خفا ہوا جائے۔ الغرض ہر فعل کے لئے مفعول ضروری ہے۔ اگر مفعول نہوگا تو ان تمام کامون مین سے کوئی نہو سکے گا اور وہ عادات و خصلات جو ان کامون کے ہونے پر منحصر ہین ترقی نہ پا سکینگے اسلئے اُن طاقتون کو کام مین لانے اور ترقی دینے کے لئے جو ہمکو پہلے شرنے عطا کی ہین

اور انکو اپنی خوشی کے ذریعے بنانیکے لئے ہمکو چاہئے کہ اپنے اور ساتھون سے ملین جُلین اور باتین کرین اور اُنکے ساتھہ جو ہمارے معاملات ہون انمین انصاف۔ مہربانی۔ برداشت یا تحمل وغیرہ کو کام مین لاکر اپنے چال وچلن کو ترتیب دین۔

(۵) یہہ خیال رکھنا چاہئے کہ جو باتین یا کام یا چیزین بچے کے حواس پر اثر کرتی ہین اُسکے دل کو اچھی معلوم ہوتی ہین۔ اور اُسکی توجہ کو کھینچتے ہین۔ وُہ ضرور ہے کہ اُسکی دلی و دماغی حالت کو کچھہ نہ کچھہ بدلین یا اُسکو تعلیم دین۔ اسلئے بچہ کے رہنے کی جگہہ۔ موسم وُہ تمام اشیاء جو اُسکے ارد گرد ہوتے ہین وہ تمام کام جو روزمرہ اُسکے سامنے ہوتے ہین یہان تک کہ ہر ایک کہلونا جس سے بچہ کہیلتا ہے۔ یہہ سب اُسکے دل اور عقل کے تربیت کا ایک وسیلہ ہوتے ہین۔ بچہ کے مختلف قوائے دل کو بہڑکانے یا متوجہ کرنیکے واسطے سب سے آسان اور موثر طریقہ یہی ہے کہ خاص وُہ چیز اُسکے سامنے لائی جائے جو ایک خاص قوت دل سے علاقہ رکھتی ہے۔ اسطرح سے بچہ خواہ نخواہ جسطرف ہم اُسکو متوجہ کرنا چاہتے ہین اسطرف متوجہ ہوگا اور جس قوت دل پر ہم جو اثر پیدا کرنا چاہتے ہین وہ پیدا ہوسکیگا۔

کبھی کبھی ماباپ نادان پُوجہہ کر اپنے بچون کو ضدی ہونے دیتے ہین مثلاً اسطرح سے کہ کوئی چیز اُسکے پاس ہو تو اُسکے ہاتھہ سے چھین لیتے ہین اور پھر جب وُہ غصہ ہوتا ہے یا ہاتھہ پیر مارتا ہے اور چیختا ہے اور ایسا کرنے مین طرح طرح کی شکلین بناتا ہے تب اُسکو دیکھہ کر ہنستے ہین اور خوش ہوتے ہین گویا اُسکو ایک تماشا خیال کرتے ہین۔ اُسوقت یہہ نہین جانتے کہ ایسا کرنے مین ہم نہایت کوشش سے بچہ کے بُرے سے بُرے جذبون کو ترقی دے رہے ہین گویا ہمارا اصل منشا اور مطلب یہہ ہے کہ اپنے بچے کو جہانتک بگاڑا جائے بگاڑ دین۔

ایک مثال اسطرح سے بچے کو خراب کرنیکی بیان کیجاتی ہے۔ ایک روز ایک کنبہ مین کہانا کہانے کے بعد ایک برس دن کے بچے کو کہانیکی میز پر بیٹہا دیا۔ پہر اُسکو کسی طرح چہیڑ کر بہڑکا دیا۔ تاکہ جو آدمی اُسوقت موجود تہے۔ وُہ اُسکی تندی اور غصہ کو دیکھین اور اُسکے

ہاتھ پہ پٹیاں اور منہہ بنانے کا تماشا دیکھکر حظ اٹھاتے ہین - افسوس کہ والدین کو جو خود اس تماشے مین موجود تھے اور بہت خوش ہو رہے تھے یہہ معلوم نہ تھا کہ اسطرح وہ اپنے بچے کے خاص نما عمدہ قوائے دل مین کسقدر برا نتیجہ اور کہلبلی ڈال رہے ہین اسیطرح اکثر یہہ دیکھنے مین آتا ہے کہ صرف کھیل اور تماشہ کی خاطر بچہ کو جان بوجھہ کر جہوٹ بولنا مکر و فریب کرنا گالی دینا فحش بکنا سکہایا جاتا ہے - اور بچہ جب اپنے والدین کو کوئی ایسا کام کرتے دیکہتا ہے تو اسکے دل پر بہی بہت برا اثر پیدا ہوتا ہے -

ایکدفعہ ایک بچہ نے کچہہ کہوٹ کیا اور سزا کے ڈر سے اپنے قصور سے صاف انکار کیا - مگر اتفاق سے ماں نے اسکو خود وہ کہوٹ کرتے دیکہہ لیا تہا اسلئے اسنے اسکو جہوٹ بولنے کی سزا دی اور یہہ کہا کہ اگر تو جہوٹ نہین بولتا تو تجکو کچہہ بہی سزا نہ ملتی - ماں کا یہہ برتاو بہی جو اس نے اپنے بچے کے ساتھ کیا افسوس کے لایق ہے کہ اسکو سزا دیکر اسقدر ڈرا دیا کہ وہ سزا کے ڈر سے جہوٹ بولنے پر آمادہ ہو - لیکن طرہ ان سب پر یہہ کہ سزا دینے سے چند منٹ پیشتر ماں نے خود بچہ کے سامنے ایک جہوٹ بولا تہا ایک ایسے واقعہ کی بابت جو خود بچہ کے روبرو ہوا تہا اور جسکو بچہ اچہی طرح سمجہہ سکتا تہا - ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ جو سزا بچہ کو دی گئی اس سے کہان تک اسکے دل مین جہوٹ کو چہوڑنے کی خواہش پیدا ہوئی ہوگی جبکہ اسنے خود دیکہا کہ جس بات کے واسطے اسکو ایسی سزا ملی وہ ہی بات ماں نے بغیر ذرا بہی جہجکنے کے کی تہی -

ایک اور مثال یہہ ہے - کہ ایکدن دو چہوٹے لڑکے اچہے کپڑے پہنے ہوئے ہاتہہ مین ہاتہہ دئے سڑک پر جا رہے تہے اور ایک جوان عورت جسکی نگہبانی مین وہ تہے انکے آگے آگے جا رہی تہی - اتفاق سے ایک موڑ پر ان مین سے ایک لڑکیکا پیر پہسلا اور سڑک مین ایک گڑہا تہا اسمین جا پڑا - اس سبب سے بیچارہ لڑکا گر پڑا - اور چونکہ دوسرے لڑکیکا ہاتہہ پکڑے ہوئے تہا اسلئے دوسرا بہی اسکے اوپر گرا - لیکن کسی کے چوٹ نہ لگی -

تو بہی اُسنے جو پہلے گرا تہا اُٹہکر اپنے بہائی کی طرف شرمندگی اور اندیشہ کی نگاہ سے دیکہا
اور جب اُسنے دیکہا کہ اُسکے کچہہ چوٹ نہ لگی بلکہ اُس چہوٹے واقعہ کے سبب وہ اور خوش معلوم
ہوتا ہے تو یہہ بہی مُسکرا دیا۔ اس عرصہ مین عورت نے مُڑکر دیکہا کہ کیا ہوا۔ اور بجائے
انکی خوش طبعی اور خاطر جمعی کو دیکہکر خوش ہونے کے اُسنے صرف یہہ دیکہا کہ اُنکے کپڑون
پر تہوڑی گرد لگ گئی ہے۔ اور گرد کا لگا ہونا اُسکی بے احتیاطی اور بے خبری ظاہر
کرتا ہے۔ اِس خیال سے جہنجہلا کر اُس نے اول دونون کے کندہون پر ہاتہہ رکہکر
زور سے ہلایا۔ اور پہر جان بوجہہ کر اُس لڑکے کے منہہ پر جو پہلے گرا تہا اور جس نے دوسرے
کو بہی گرا یا تہا کئی تہپیڑ مارے۔ اس ناگہانی آفت کو دیکہکر بیچارے لڑکے ہچک رہ گئے۔
انکے چہرہ کی بشاشت فوراً کافور ہوگئی۔ بجائے مُسکراہٹ اور خاطر جمعی کے اِنکے چہرون پر
سُستی۔ پریشانی۔ نا اُمیدی۔ اور تعجب کے آثار نمایان ہوئے۔ اور باقی راستہ مین
ایسے معلوم ہوتے تہے جیسے کوئی ملزم بدمعاش کسی سخت مزاج بیرحم سپاہی کی نگرانی مین
قید خانہ کی طرف جاتے ہین۔ جوان عورت کے چہرہ سے یہہ نہین معلوم ہوتا تہا کہ وہ
بہت سخت مزاج تہی یا اس مین عقل کم تہی بلکہ یہہ ظلم جو اُس نے اُن لڑکون کے جسمون
اور دلون پر کیا وہ صرف بسبب ناواقفیت تہا۔ اپنی حالت ناواقفیت مین اُسکو اس
اخلاقی کہلبلی کا خیال بہی نہ تہا۔ جو اُسنے اِسطرح سے انصاف۔ محبت۔ اور قدر کرنیکے
قوائے دل کو درہم برہم کرکر اِن بچون کے دلون مین پیدا کی۔ اُسکو معلوم تہا کہ اس
کہلبلی سے جو خراب جذبات انسانی ہین۔ اُنکو کسقدر موقعہ ترقی کرنیکا ملیگا۔ ورنہ ضرور
وہ اپنی اِس فضول اور بے فائدہ بلکہ نہایت مُضر و نقصان دہ برتاوے سے بچتی۔
اِن سب باتون سے نتیجہ نکلتا ہے کہ بچہ کی اخلاقی تعلیم کے واسطے پہلا کام یہہ ہے کہ اُن
مردون یا عورتون کی تعلیم اور واقفیت کو درست اور زیادہ کیا جائے جن کی
نگہبانی مین بچہ رہتا ہے یا رہیگا۔

(۶) - اسبات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمام قوائے دل اور جذبات کو برابر حصہ دار کام کرنے اور ترقی کرنیکا موقعہ دیا جاوے - ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ چند جذبات کو تو بہت ترقی دیدی جاوے اور باقی یونہیں سُست دبیکار پڑے رہیں - اور اس مطلب کے حاصل کرنے کیواسطے ضروری ہے کہ بچے کے قوائے دل اور جذبات سے واقفیت حاصل ہو اور یہہ بھی معلوم ہو کہ کسکو کسطرح یا کس ذریعہ سے کسقدر ترقی کی ضرورت ہے اور اُنکی تعلیم مین کیا ترتیب رکھنی مناسب ہے یہہ تمام باتین معلوم کرنیکے واسطے مختلف کتابین جو بڑے بڑے مصنفون نے اس بارہ مین لکھی ہین - والدین کو پڑہنی چاہئین - یہہ ہم تجربہ سے جانتے ہین کہ جسمانی اور دماغی اثرون سے بچے مین بہت تغیر پیدا ہوتا ہے - اس لئے قوائے اخلاقی کے لحاظ سے بھی ہمکو پوری پوری خبرداری کرنی ضرور ہے - کیونکہ جسطرح سے آنکھ یا کان مین آہستہ آہستہ مشق کرائے جانے سے عمدہ سے عمدہ تیز سے تیز اور صحیح سے صحیح حس پیدا کر سکتے ہین - اور نیز استعمال مین نہ لانے سے اُنکے حسون کو نہایت کمزور اور کُند بھی کر سکتے ہین - اسیطرح محبت - مختلف جذبون اور اور قوائے اندرونی کے قوت - تیزی اور صحت مناسب طرح کام مین لائے جانے یا نہ لائے جانے سے زیادہ یا کم ہو سکتی ہے -

(۷) بچون کی تعلیم مین اختلاف اشغال بھی بڑی بات ہے - آدمی کا خاصہ ہے کہ اگر بہت دیر تک ایک ہی چیز یا بات یا کام مین لگا رہے تو اُسکا دل اوکتا جاتا ہے - اور ایک عرصہ کے بعد پھر اُس کام پر اُسکی طبیعت بالکل نہین لگتی - کوئی اور نیا کام کرنیکو جی چاہتا ہے اور اگر لاچار ہوکر وہی کام کرنا پڑے تو یا تو وہ بگڑ جاتا ہے - یا کم سے کم اُس مین وہ ترقی اور کامیابی نہیں ہوتی جو شروع مین ہوتی ہے یا کسی نئے کام مین ہونی ممکن ہے - اور بچپن مین مزاج کا یہہ چنچل پنا اور بھی زیادہ ہوتا ہے - تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کی توجہ ایک آدھ گھنٹے مین کم سے کم دس مختلف طرف بٹتی ہے - کبھی اپنی مان کو آتے دیکھکر مسکراتا ہے - کبھی اپنے ہاتھ پیر ہلا کر کھلاڑی کرتا ہے - کبھی کسی کھلونے کو

منھہ مین لیکر خوش ہوتا ہے - کبھی کسیکام کے ذرا مرضی کے موافق نہونے سے ناراضی ظاہر کرتا ہے کبھی اپنے چھوٹے سے بھائی یا بہن کے آنے سے محبت کا اظہار چہرہ پر آتا ہے - کبھی کسی اجنبی کے اچانک آنے سے تعجب اور خوف کے آثار نمایان ہوتے ہین - الغرض یہہ تمام تبدیلیان جو بچہ کی توجہ مین واقع ہوتی ہین نہایت ہی جلد جلد ہوتی ہین - اور اس سے والدین کو سبق لینا چاہئے کہ ہرگز یہہ کوشش نکرین کہ بچہ کی توجہ ایک ہی طرف بہت دیر تک لگے رہے کیونکہ اول تو وہ اپنی اس کوشش مین ناکامیاب ہونگے اور اگر کسی طرح یہہ کر بہی سکے تو اُس سے بچے کے مزاج اور قدرتی طبیعت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے -

(۸) یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچہ کے مختلف حواس جذبات و قوائے دل کی ترقی اور تقویت دو باتون پر منحصر ہے - اول مختلف اعضا اور قوای کی اندرونی ترقی پر مثلاً پیدا ہوتے ہی بچہ کی دیکھنے - سُننے اور سونگھنے وغیرہ کی قوتین تقریباً بالکل بیکار ہوتی ہین - صرف چھونے کی قوت کام مین آتی ہے - مگر رفتہ رفتہ پہلی دونون قوتون کو اندرونی ترقی ہوتی ہے اور اس قابل ہوجاتی ہین کہ اپنا کام بخوبی انجام دین - اسکے بعد سونگھنے کی قوت کی ترقی شروع ہوتی ہے - اسیطرح دیگر جذبات کا حال ہے -

دوسری بات جسپر یہہ ترقی منحصر ہے - وُہ وُہ قدرتی ظہور اور اشیاء و اسباب بیرونی ہین جنپر حواس اندرونی کا کام منحصر ہے - مثلاً دیکھنے کی قوت کے استعمال کے لئے روشنی کا ہونا اور ترقی کے لئے مختلف رنگون اور مجسد و چیزون کی موجودگی لازم ہے - پس دوسری بات جسپر ترقی حواس منحصر ہے وہ یہہ ہے کہ بچے کو روشنی مین رکھا جائے - مختلف اشیاء اسکی نظر کے سامنے سے گذرین - وغیرہ - اگر ایسا نکیا جائیگا تب بہی اُسکے حواس و جذبات کی ترقی مین بہت حرج واقعہ ہوگا - الغرض ان دونون باتونکا ہونا ترقی حواس و جذبات و قوائی دل کے لئے نہایت ہی ضروری ہے اگر ان مین سے ایک ہی نہوگی

تو انکی ترقی مین بہت کچھ حرج واقع ہوگا۔

(۹) خوشی تب حاصل ہوتی ہے جب کسی قوائی اندرونی کو ٹھیک ٹھیک استعمال کیا جاتا ہے اسلئے بچے کی خوشی حاصل کرنیکے لئے چاہئیے کہ اسکے مختلف قوائے کو ان اشیا سے ذریعہ ترقی دین جو انسے خاص علاقہ رکھتے ہین - اس اصول کو خیال مین نہ رکھکر یا تو والدین اپنے بچون کے طرف سے بے خبر اور بے پرواہو جاتے ہین اور یا اسقدر پروا اور خبرداری کرتے ہین کہ بجائے فائدہ کے الٹا نقصان پہنچانے لگتے ہین - سبب یہہ کہ عموماً والدین خود عملی اور خود انتظامی کے مسئلون کو اچھی طرح نہین سمجھتے - یا تو وہ بچے کیواسطے بہت زیادہ خبرداری کرتے ہین یا بہت ہی کم - جو والدین اپنے بچہ کیواسطے بہت ہی زیادہ خبرداری اور پروا کرتے ہین انکی کوشش چونکہ ٹھیک طرح کی نہین ہوتین اسلئے اکثر بچہ مین ایک طرحکا جذبہ پیدا کر دیتے ہین جسکے سبب آئندہ زندگی مین انکے بدن اور دل دونون کو نقصان پہونچتا ہے - اخلاق کے لحاظ سے بہی اسکے برے نتیجے پیدا ہوتے ہین - کیونکہ جب بچہ دیکھتا ہے کہ سب کے سب اسکی خاطرداری اور نازبرداری مین مشغول ہین جو وہ کہتا ہے یا چاہتا ہے ہر ایک اسکے پورا کرنیکو مستعد و تیار ہے - اور اسکی خوشی اور آرام کے سب خواہان ہین تو یہہ دیکھکر خواہ نخواہ اسکے دلمین اپنی قدر و عظمت کے خیالات اور اپنی بڑائی اور غرور کے جذبے پیدا ہو جاتے ہین اور ترقی پاتے ہین اور روز بروز اسکی خواہشین زیادہ ہوتی جاتی ہین - اور اسکو عادت ہو جاتی ہے - کہ اگر اسکی مرضی کی بات ذرا بہی ٹالدی جاوے تو اسکو بہت برا معلوم ہوتا ہے - روتا ہے - چلاتا ہے اور کراکر رہتا ہے - والدین جو اس عرصہ مین اپنی محبت کا اظہار اسکی سب خواہشون کے پورا کرنے اور اسکی ہر حاجت کو خواہ اصلی ہو یا مصنوعی بر لانے سے کرتے رہے ہین جسوقت بڑا ہوتا ہے تو اسکی بگڑی ہوی عادتون کو دیکھکر رنجیدہ ہوتے ہین - اور نا امید ہوتے ہین - یہہ نہین سوچتے

کہ جو کچھہ اب دیکھتے ہین وہ انہین کے کامون کا پہل ہے۔ بچہ کا اس مین کچھہ قصور نہین ہے۔
انہون ہی نے اُسکے غرور تکبر۔ اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے خیالات اُسکے دل مین پیدا
کئے ہین پس ان خرابیون کو دور کرنیکے لیے والدین کو چاہیے کہ بچہ کی خود غرضانہ خواہشین
یا حاجتون کو نہایت احتیاط اور استقلال سے روکین اور پورا نہونے دین۔ یا جن
باتون کو بچے کے برا یا مضر سمجھین انکو محبت اور مہربانی مگر ساتہہ ہی استقلال سے ساتہہ
روکین اور اُسکے ساتہہ ان خواہشون یا حاجتون یا باتون یا کامون کو جنکو ٹہیک ہین یا
اچھے ہین یا جنمین کوئی نقصان معلوم نہو جسطرح بچہ چاہے اُسطرح کرنے دین۔ بلکہ
انکے پورا کرنے مین محبت اور مہربانی اور خوشی کے ساتہہ مدد دین۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو
ضرور ہے کہ بچہ کو اپنی ماسے بہت زیادہ محبت اور اُسپر بہت زیادہ بہروسہ ہوگا۔

(۱۰) آخری بات اس بارہ مین یہہ ہے کہ چونکہ انسانی قوائی اندرونی و بیرونی کی
ترقی اور پرورش اور انسانی عادات وخصلات کا بننا اور مقرر ہونا خاص و مقررہ قوانین
قدرتی کے بموجب ہوتے ہین۔ اسلئے دل و دماغ اور بدن کی پرورش کے لئے ہمکو ہر ایک
کوشش وکام قوانین قدرتی کو مدنظر رکہکر اور انکے مطابق و موافق کرنا چاہیے تاکہ خود قوانین
ہمارے مطلب کے پورا کرنے مین ہمکو مدد دین۔ اس اصول کی مثال دیکھنے کی طاقت ہے۔
ایک اصول یا قانون قوت باصرہ کے متعلق یہہ ہے کہ ایک خاص مقدار روشنی کی تندرستی و
صحت قوت باصرہ کے لئے لازمی ہے۔ اور ایک اصول یہہ ہے۔ کہ آنکہہ کا کام ہے کہ ہمیشہ
اور ہر وقت سوائے سونے کی حالت کے دیکھتی رہے۔ پس اگر آنکہہ بہت تیز اور زیادہ
روشنی مین رکہی جائے یا نہایت چہوٹی چہوٹی اشیا کو بہت دیر تک غور سے دیکھے تو ان
دونون حالتون مین قوت باصرہ کو ضرر پہونچے گا۔ نیز اگر آنکہہ عرصہ تک بالکل روشنی
سے الگ رکہی جائے۔ یا دیکھنے مین ٹہیک ٹہیک اُسکو استعمال نہ کیا جائے تو قوت باصرہ بالکل
بگڑ جائیگی یا کمزور ہو جائیگی۔ پس اگر اسی طرح قوانین قوت باصرہ کی ہم بالکل برخلاف

کام کرین تو صرف یہہ کہنے یا سُننے سے کہ تیز بینائی بڑی نعمت ہے کچھہ فائدہ متصور نہین اسیطرح اور قوا ئی اندرونی بیرونی کا حال ہے کہ اگر انکو قوانین کے مطابق کام مین نہ لایا جاویگا تو ضرور ہے کہ وہ بگڑ جاوین اور ترقی مطلوبہ سے ہم بالکل محروم رہین - ہان اگر اُن قوانین کو ہم پہلے معلوم کرین اور پہر اُنکے مطابق اور موافق اُن کو استعمال کرین تب وہ نتیجہ حاصل ہوگا جو ہم چاہتے ہین -

فصل سوم

بچونکے طریق پرورش کی مروجہ خرابیان

اگر غور سے دیکہا جائے اور کسی گہرانیکے بال بچون کے آجکل کے طریق تعلیم پر نظر ڈالی جائے - تو یہہ صاف معلوم ہوتی ہے کہ اُن بیشمار غلطیونکے سبب جو والدین کے برتاوے مین ہوتی ہین بچون کو اکثر نہایت خراب عادتین پڑ جاتی ہین - بچون کی طبیعت اُنکا مزاج - دل و دماغ - انکے ہاتہہ پیر - سر - بازو وغیرہ اعضاے جسمانی کی طرح بچپن کی حالت مین نہایت ملائم اور اثر پذیر ہوتے ہین کہ اُنکی شکل اور صورت جا ہے جسقدر تبدیل کیجا سکتی ہے - جسطرح سر کی شکل ذرا سے دباؤ سے جو کچہہ عرصہ تک برابر ڈالا جائے بُہت کچہہ بدل سکتی ہے اسی طرح والدین کی نہایت خفیف باتون اور کامون سے بچون کی طبیعت پر بڑا اثر ہوتا ہے - جسطرح ملک چین کے رہنے والے اپنی عورتون کے پیرونکو بلحاظ خوبصورتی بچپن ہی سے کاٹھ کے جوتہ مین رکہکر بڑہنے اور قدرتی نشو و نما پانے سے روکتے ہین بالکل اسیطرح آجکل کے والدین لاڈ پیار اور ناز و نعم کے سبب اپنے بچون کے دلون کو بیہودہ اور نامناسب باتون اور کامون سے جو اُن سے یا اُنکے سامنے کرتے ہین بالکل گہوٹ دیتے ہین - ہماری یہہ مراد ہرگز نہین ہے کہ وہ جان بوجہہ کر اپنے بچون کے ساتہہ دشمنی کرتے ہین - نہین نہین ہرگز نہین بلکہ علاوہ عام نا واقفیت کے اُنکے ایسا کرنیکا سبب ایک یہہ بہی ہے کہ وہ بچون کی طبیعتون کو نہایت زود تاثیر اور نازک نہین سمجھتے بلکہ نہایت سخت اور دیر تاثیر

سمجھتے ہیں لیکن انکا یقین ہمیشہ یہہ ہوتا ہے کہ گالیان دینی یا بُری ادبیہودہ عادتین جو بچپن میں بچون کو سکھلاتے ہیں انکا اثر بڑے ہونے پر بالکل نہین رہیگا۔

لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگون کا ایسا خیال ہے وہ بڑی غلطی مین پڑے ہوئے ہین اکثر بچون کو سکھلایا جاتا ہے کہ اپنے باپ کی ڈاڑہی پکڑین۔ یا مونچھہ کے بال نوچین یا تھپڑ مارین اور گالیان دین بلکہ یہہ تو عام اور معمولی بات ہے کہ "تیرے بیٹا ہوگا۔ تیری ڈاڑہی یا مونچھہ پکڑے گا" باپ بیچارہ یہی اپنی ظاہری بےعزتی سے دل میں خوش ہوتا ہوگا۔ کیا بچہ کے ایسے والدین اور بزرگون کو یہہ یقین یا اُمید رکھنی چاہئے کہ لڑکا بڑا ہوکر ہماری بڑی عزت کریگا یا ہمسے نہایت توقیر و تکریم سے پیش آئیگا۔ اگر انکی یہہ اُمیدین ہین تو ہمارے نزدیک نہایت بیجا ہین۔ کیونکہ اگر کوئی ببول کا درخت بوئیگا تو اُس مین آم کبھی نہین لگین گے۔

آجکل کے والدین کو بڑی شکایت ہے کہ لڑکے نالایق سرکش اور بےادب ہوتے ہین لیکن یہہ نہین خیال کرتے یا سوچتے کہ جو بُری عادتین اور بیہودہ حرکتین ہمنے انکو بچپن کے زمانہ مین سکھلائی تہین یہہ اُنکا نتیجہ ہے۔

جس بُری عادت کی بنیاد بچپن مین ڈالدی جاتی ہے اُسکی بیخکنی بڑی عمر مین جھڑکی دہمکی یا سزا دینے سے ہرگز نہین ہوسکتی۔

پیدا ہونے کے دن سے اگر غور کیا جاوے تو عموماً یہہ بےاحتیاطیان بچونکے ساتھہ کیجاتی ہین۔

اوّل۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ماں کی چھاتیون سے دُودہ کم نکلتا ہے۔ اس سبب سے دُودہ اُتارنے کی کوشش کرنے کے بجائے بچہ کو گائے کا دُودہ دینے لگتے ہین۔ اور یہہ دُودہ چونکہ احتیاط اور مناسب ترکیب سے نہین دیا جاتا بچہ کو پیٹ کی بیماریان ہوجاتی ہین۔ پہلا پہلا دُودہ اُلٹی کرنے لگتا ہے اور پتلے پتلے دست آنے لگتے ہین۔ بچہ سوکھتا جاتا ہے اور پیٹ کے درد سے بہت روتا ہے اسپر بہی گائے کا دُودہ بند نہین کیا جاتا اور وہ بچہ مرجاتا ہے۔

دوم کبھی کبھی بچہ کو پیدا ہوتے ہی ماکے دُودہ نہ اُترنے کے سبب دست نہین آتا اکثر تہوڑا تہوڑا دُودہ اُترتا ہے لیکن وہ اتنا نہین ہوتا کہ کھُل کر دست آسکے۔ پس اِس سبب سے بچے کو قبض ہوجاتا ہے۔ اور قبض سے تشنج یا سروڑے کی بیماری پیدا ہوجاتی ہے جسکا ذکر ہمنے بیماریون کے باب مین کیا ہے۔

سوم۔ اکثر عورتین کم دُودہ اُترنے کے سبب یا سُستی آرام طلبی اور نفسانی خواہشونکے پُورا کرنے کے واسطے اپنے بچون کو بے سوچے سمجھے اور بغیر کافی تلاش کے یون ہی جاہے جس دہائے کو دیدیتی ہین۔ دہائے بہی روپیہ کے لالچ کے سبب چاہے بچہ کو دُودہ پلانے کے لایق ہو یا نہو فوراً اُسکو لیلیتی ہے اور اپنے گہر لیجاکر اُسکو شروع ہی سے روٹی کے ٹکڑے دینے شروع کردیتی ہے۔ جسمے بچہ کی قدرتی نشوونما مین بڑا حرج ہوتا ہے اور بچہ کا پیٹ پہول جاتا ہے۔ ہاتہہ پیر لکڑی سے ہوجاتے ہین اور ایک عجب شکل ہوجاتی ہے۔ ہمین ایک عورت کا حال معلوم ہے جسکو اپنی تن پروری آرام اور شوق پُورا کرنے کے بہُت خواہش تہی۔ اُسنے ہرگز ہرگز گوارا نہ کیا کہ آپ ہی اپنے پہلے بچہ کو دُودہ پلائے اِسلئے اُسے ایک دہائے کو دیدیا۔ بیچارے لڑکے کی جو حالت دہائے کے ہان ہوئی اُسکے بیان کرنے کو دل نہین چاہتا۔ ہاتہہ پیر سوکہہ کر کانٹا ہوگئے پیٹ اُبہر آیا اور جب وہ چہہ سات برس کا ہوگیا تب بہی مشکل سے پیدل چل سکتا تہا۔ بات کرتے ہوئے تُتلاتا تہا مشکل سے چار پانچ لفظ زبان سے نکلتے تہے۔ آٹہہ سال کی عمر مین اُسکو دہائے کے ہان سے لیگیا۔ پانچ چار برس تک اُسکو اچہا کہانا کپڑا ملا تب اُسکی کچہہ شکل نکلی اور بولی ٹہیک ہوئی مگر جو اثر دل و دماغ پر دہائے کے ہان ہوا وہ اب تک لاعلاج ہے۔ اُس لڑکے کا دل نہ پڑہنے پر لگتا ہے نہ لکہنے پر اِدہر اُدہر پہرنا اور بُرے کامون کی طرف رجوع ہونا اُس کی عادت سی پڑگئی ہے یہہ سب نتیجہ اُسکی ماکی آرام طلبی اور تن پروری کا ہے۔

چہارم بچہ کو مائین دودہ پلانے مین کتنی ہی مضر باتین انجانی سے کرجاتی ہین اور اُنسے بہت سے نقصان ہوتے ہین۔ بعض مائین تو بچہ کو ہر وقت چہاتی سے لگائے رہتی ہین اور بچہ زیادہ دُودہ پی جاتا ہے اور اُسکو بدہضمی ہوجاتی ہے۔ جسطرح بڑے آدمیون کو زیادہ کہانا کہانے سے بدہضمی ہوتی ہے اِسیطرح بچہ کو زیادہ دُودہ پینے سے۔ اُسکو کیا خبر کہ اب پیٹ بہر گیا نہ ہیون اُسکے مُنہہ مین جب تک دُودہ آتا رہیگا پیے جائیگا۔
بعض عورتین رات بہر بچہ کو چہاتی سے لگائے سوتی ہین۔ اِس سے بہی وہ ہی نقصان ہوتا ہے جو اوپر بیان ہوا خاص کر پچہلی رات کو دُودہ ہرگز نہین پلانا چاہئے۔ بعض مائین اپنے بچہ کو رنج وغم وغصہ کی حالت مین اکثر دُودہ پلادیتی ہین جس سے بچہ کو دُودہ ہضم نہین ہوتا اور پیٹ مین خلل ہوجاتا ہے اسبات کا کسیکو خیال تک نہین آتا اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دُودہ پلاتے پلاتے عورتین لڑتی ہین جہگڑتی ہین روتی ہین غرض ہر طرح سے اپنی طبیعت کو بہڑکاتی ہین اور اسوقت کا زہر سا دُودہ بچہ کو پلاتی جاتی ہین۔

پنجم۔ ایک نہایت ہی خراب رواج یہہ ہے کہ جب بچہ ذرا بہی بیمار ہوتا ہے اُسکا اور کچہہ علاج نہین ہوتا بلکہ تعویذ گنڈے اور جہاڑ پہونک کرانے لگتے ہین۔ عورتونکو اوپری پرائی کا یقین ہوجاتا ہے جہاڑنے والون اور تعویذ گنڈے دینے والون کا علاج شروع ہوجاتا ہے۔ جہاڑنے والا آتا ہے۔ سرسون۔ رائی وغیرہ پڑہکر بچہ پر مار اُسکا کام تمام کرکے چلا جاتا ہے۔ افسوس یہہ ہے کہ آجکل کے تعلیم یافتہ باپ بہی اس قسم کی باتونکا کافی تدارک نہین کرتے اور اکثر بچون کی موت یا اور بڑے نقصان کا سبب ہوتے ہین۔ اِس غفلت کا سبب زیادہ تر یہہ ہے کہ ماں باپ کو اپنی اِس بڑی بہاری ذمہ داری اور جوابدہی کا ذرا بہی خیال نہین ہوتا جو وہ اپنی اولاد کو پیدا کرنیکے سبب اپنے ذمہ لیتے ہین۔

ششم۔ بچہ کے دانت نکلنے بہی نہین پاتے مان باپ اور اور رشتہ دار اپنے لاڈ پیار مین بچہ کو حلوا کچہوڑی پوری اور اور الاسئے بلاسئے اور گوشت خوار اور شربانہ ذائقوں مین

شراب اور گوشت تک بھی کھلانا شروع کر دیتے ہین بعضون کو سوائے بچہ کے کہلاتے رہنے کے
اور کچھ کام ہی نہین ہوتا اور بے موقع بے وقت ایسی چیزین بچہ کو کھلانے سے جنکو وہ ہضم نہین
کر سکتا خواہ نخواہ اُسکے پیٹ مین درد ہونے لگتا ہے۔ دست آنے لگتے ہین اور بدہضمی اور پیٹ
کا خلل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مر ہی جاتے ہین۔ بالخصوص بچون کے کہانے پینے مین جسقدر
احتیاط کیجائے تہوڑی ہے کیونکہ اِن کے معدے نہایت نازک ہوتے ہین اور ذراسی
بے احتیاطی اور بدپرہیزی سے بڑے اور بُرے نتیجہ پیدا ہو سکتے ہین۔

ہفتم۔ اکثر مائین حمل رہجانے کے سبب یا بعض دفعہ بغیر حمل رہنے کے ہی بہت جلد بچے کا
دُودہ چہڑا دیتی ہین۔ اس سے بچہ بہت کمزور ہو جاتا ہے اور چونکہ اُسکو بجائے دُودہ
کے بہت سا کہانا کہلا دیا جاتا ہے اسلئے اُسکو پیٹ کا خلل بہی ہو جاتا ہے اور اسیطرح
بچہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ اور اِسی طرح جب دانت نکل آتین اُسکے بعد بہی بعض مائین
دُودہ پلاتی رہتی ہین یہہ بہی بچہ اور ماکے واسطے نہایت مُضر ہے کیونکہ مان بہت دُودہ
پلانے سے کمزور ہو جاتی ہے اور بچہ کو اُن دنون کا دُودہ موافق نہین آتا۔

ہشتم۔ بچہ کو کپڑے وغیرہ پہنانے مین بہی آجکل بڑی بے احتیاطیان ہوتی ہین۔ اکثر
عورتین اپنے بچون کو خاص کر گرمیون مین ننگے بدن اوس مین سُلا دیتی
ہین اور اُسکے سبب سردی زکام کہانسی پیٹ کا خلل وغیرہ بیماریان ہو جاتی ہین۔
بچہ کے بدن پر ہمیشہ کپڑا ضرور رہنا چاہئے۔

نہم۔ اکثر مان باپ اپنے بچون کو یونہین چہوڑ دیتے ہین چاہے وہ مٹی مین سنین یا کیچڑ مین
گہرین۔ اکثر خاک مین لوٹنے دیتے ہین۔ مٹی کہانے کی عادت کو نہین روکتے اور ذرا پروا
نہین کرتے اسیوقت صفائی اور ستہرائی کی بہت ضرورت ہوتی ہے اور اسیوقت نہایت
میلے کُچیلے کپڑے اور غلیظ بدن رکہتے ہین اکثر بچون کا مُنہہ بہت میلا رہتا ہے اور آنکہون کی دیکہہ بہال
صاف نہین کیجاتی آنکہین دکہنی آجاتی ہین گال پہٹ جاتے ہین اور دانت کمزور ہو جاتے ہین۔

دہم۔ اکثر والدین اپنے بچون کو بہت مٹھائی کہلاتے ہین ذرا بچہ رویا پیسے کے پیڑے منگا دیئے
ذرا ضد کی دو پیسے کے لڈو لاکے دیدئیے۔ غرض مٹھائی بچون کی عام غذا مقرر ہوتی ہے
انکی روٹی دال گویا مٹھائی بنجاتی ہے۔ لیکن مٹھائی کا بچون کو کہلانا اور خاصکر زیادہ
کہلانا نہایت مُضر ہے کیونکہ اس سے دانت کمزور ہوتے ہین اور پیٹ کا خلل ہو جاتا ہے
اور اکثر چُرنے بہی ہو جاتے ہین جس بیماری کا ذکر ہم بیماریون کے باب مین کر آئے ہین۔
بچون کو خربوزہ اور کہیرہ وغیرہ بہی نہین کہلانے چاہئین۔ بلکہ مٹھائی امرود اور کہالو
وغیرہ تو جتنے کم کہلائین اتنا ہی بہتر ہے۔ باسی کہانا بچون کو خاص کر ہرگز نہین کہلانا
چاہئیے اگرچہ عموماً کہلایا جاتا ہے۔ لیکن بچون کے معدے تو بڑون سے بہی زیادہ نازک
ہوتے ہین جب بڑے آدمی ہی باسی کہانا اچہی طرح نہین پچا سکتے تو پہر بچے کس طرح
پچا سکتے ہین۔

یہہ تمام کہانے پینے اور پہننے کی غلطیان ہین جو آج کل مائین کرتی ہین۔ اب ہم دوسری
طرف متوجہ ہوتے ہین۔

اول۔ بعض مائین جنکو اپنا بچہ بہت پیارا ہوتا ہے اُسکو اپنی گود مین ہی لئے رہتی ہین
چارپائی پر بہت کم لٹاتی ہین۔ اس سے بچہ کے ہاتہہ پیر نہین کہلتے۔ دودہ ہضم نہین ہوتا اور
جب اسکو کچہہ عرصہ تک زیادہ تر گودی مین رہنے سے گودی کی عادت پڑ جاتی ہے تو پہر
جب کبہی ضرورت کے وقت کہاٹ پہ لٹاتے ہین تو رونے لگتا ہے۔ اور سب سے بڑی
بات یہہ ہے کہ آگے کو اُسکی عادت بگڑ جاتی ہے۔

دوم۔ جب دو تین مہینے کا ہوتا ہے تب ہی سے اپنی ماکی آواز دہمکی اور پیار وغیرہ
کو پہچاننے لگتا ہے۔ بعض مائین یہانتک بے رحم ہوتی ہین کہ اسی عمر سے جب بچہ رونے
لگتا ہے اور اُنکے چُپکا کرنے سے چُپ نہین ہوتا تو اُسکو گالیان دینے دہمکانے اور مارنے
لگتی ہین یہہ بیان ہو چکا ہے کہ اسوقت بچہ کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ جو بات اُسکے دل پر لگتی ہے

اُسکا نقش اُسکی طبیعت پر ہمیشہ کے لئے ہوجاتا ہے - پس اس دہمکی اور غصہ سے جہانتک بچہ اسکو سمجہہ سکتا ہے اُسکی طبیعت پر نہایت بڑا اثر ہوتا ہے - اول ایسے چہوٹے بچے اکثر کسی نہ کسی تکلیف کے سبب روتے ہین ضد کے سبب سے نہین - جب وہ دیکہتے ہین کہ رونے سے بجائے تکلیف کے رفع کرنے کی کوشش کے اُلٹی اُنکو اور زیادہ تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو اُنکا دل اندر ہی اندر بہت گہٹتا ہے اپنی مان کو دشمن سمجہنے لگتے ہین اُسکے پاس رہنے سے خوش نہین ہوتے بلکہ اُس سے ڈرنے لگتے ہین - اور جو شخص اُنکو اچہی طرح رکہے اُسکے پاس سے مان کے پاس ہرگز نہین جاتے - غرض یہہ اور ایسے ایسے اثر شروع ہی سے بچہ پر ہونے شروع ہوجاتے ہین جو بڑے ہوکر بُری عادتین ہوجاتی ہین -

سوم - جب بچہ بڑا ہوتا ہے کچہہ سمجہنے اور بولنے لگتا ہے تو اُسکو بہت سی گالیان سکہائی جاتی ہین - یہہ اس طرح ہوتا ہے - بچہ کی عادت ہوتی ہے کہ جو آواز وہ بہت دفعہ سُنتا ہے اُسی کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے - اب بعض اوقات تو مائین ایسی ہوتی ہین کہ وہ اپنے بچے سے خواہ غصہ مین خواہ پیار مین ہر دفعہ گالی دیکر بولتی ہین - دوسرے بعض مرد اور بعض عورتین جان بوجہہ کر لڑکے کو سکہلاتے ہین کہ مان کو یہہ گالی دے باپ کو یہہ گالی دے اور جب وہ گالی دیتا ہے تو خوش ہوتے ہین اور اُس سے دوبارہ سہ بارہ بلکہ دن بہر مین بیسیون دفعہ کہلاتے ہین - بعض عورتین اپنے لڑکون پر بہت غصہ ہوتی ہین خفگی ظاہر کرتی ہین مارتی پیٹتی ہین - غرض ہر طرح اُنکے واسطے بُری مثال قائم کرتی ہین - غصہ ہونے سے لڑکیکو غصہ کرنا آتا ہے پیٹنے اور بے فائدہ یا بے ضرورت یا بے موقع دہمکی سے لڑکے بیحیا اور بے شرم ہوجاتے ہین - اور رفتہ رفتہ اُنکو اس مار پیٹ کا بہی چندان خوف نہین رہتا - گویا اُن کا کسی بُری بات سے روکنا لاعلاج سا ہوجاتا ہے -

چہارم - جب بچہ کو ذرا زیادہ عقل آجاتی ہے تو اُسکو جہوٹ بولنا سکہایا جاتا ہے - اول

باعجب بہن بھائی اور اور رشتہ دار انکا روز مرّہ کا جھوٹ جو معمولی کام ہو نہیں بغیر ذراسی بھی جھجک کے بولا جاتا ہے اور جس کو بچہ بعض وقت سمجھ لیتا ہے ایک بڑا بھاری ذریعہ بچے کو جھوٹ سکھلانیکا ہے مگر اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ اگر بچہ سے باتیں کیجاتی ہیں تو جھوٹی اگر اسکو بہلایا جاتا ہے تو جھوٹ کے ذریعہ سے اگر دھمکی دیجاتی ہے تو جھوٹی الغرض جتنے برتاوے بچوں سے کئے جاتے ہیں انمیں سے اکثر جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر بچوں سے کہانیاں کہی جاتی ہیں تو بالکل جھوٹی اور بے نتیجہ ہوتی ہیں جب کوئی چیز جو بچے کے پاس ہوتی ہے لینی ہوتی ہے تب اسکے ہاتھ سے چھین کر یہی کہتے ہیں کہ بندر لے گئے رفتہ رفتہ بچے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ بندر اصل میں نہیں لیگئے اور یہ صرف اسکو دہوکا دینے کی ترکیب ہے اور رفتہ رفتہ وہ بھی اس دہوکہ دہی کو اختیار کر لیتا ہے۔

جب دھمکی دی جاتی ہے یا ڈرایا جاتا ہے تب بھی یہی کہا جاتا ہے کہ ہوّا آجائیگا یا بڑہیا جائیگی ناک کان کاٹکر لیجائیگی وغیرہ وغیرہ۔ ایسی باتونکو بچہ ابتدا میں سچ جانتا ہے لیکن رفتہ رفتہ جب حقیقت معلوم ہو جاتی ہے تب اُسپر نہایت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اُس کو اپنے والدین کی بات کا اعتبار نہیں رہتا اور خود جھوٹ بولنا اور مکر و دغا سیکھ جاتا ہے۔

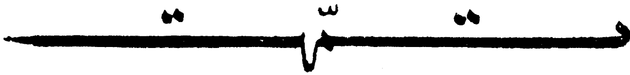
پنجم۔ اکثر بچوں سے ایسی باتیں کیجاتی ہیں کہ تیرا بیاہ ہوگا بہو آئیگی تو گہنا پہنے گا کنایکے کپڑے پہنے گا برات چڑہیگی یہ ہوگا وہ ہوگا غرض اُسکو بچپن ہی سے پڑھنا لکھنا یا اور کوئی مفید بات نہیں سکھائی جاتی بلکہ شادی کیطرف متوجہ کرتے ہیں اور بیرونی زیبایش اور کپڑونکے زرق و برق کا شوق دلاتے ہیں اور اعلےٰ خیالات کی بنیاد ڈالنے کے بجاے کمینہ اور خود غرضانہ عادتیں پیدا کیجاتی ہیں۔ جس بچے کو شروع سے ہی اپنی شادی کا خیال ہے وہ جب بڑا ہوگا ضرور اُسکو یہ خیال رہے گا کہ شادی جسکے واسطے اتنے دنوں سے مجھکو اُمید دلائی جا رہی ہے ضرور کوئی بڑی ہی اچھی چیز ہوتی ہوگی۔ پس وہ اُسکا شوقین شروع سے ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اپنی شادی کی ضد بھی

کر بیٹھتا ہے پھر کچھ اَور بڑا ہوا تو اپنے ہم عمروں سے شادی کا مطلب و مقصد دریافت کرتا ہے اَور یہ ظاہر ہے کہ سب ہی اشراف نہیں ہوتے کسی بدمعاش نے شادی کی کیفیت اَور رنگ میں دکھائی لڑکپن ہی سے خراب عادتوں کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی رفتہ رفتہ ترقی پکڑی انجام کار نہ دین کا رہتا ہے نہ دنیا کا۔

ششم۔ والدین آجکل اس بات کا بالکل خیال اَور لحاظ نہیں رکھتے کہ لڑکوں کو بچپن سے ہی بری صحبت اور خراب ساتھیوں میں نہ رکھا جائے اَور بدچلن اطفال کے پاس بیٹھنے نہ دیا جائے۔ جیسے ہمنے اس کتاب میں موقع بموقع ذکر کیا ہے بچپن میں خاص کر لڑکوں پر اپنے اِردگرد کی باتوں۔ مثالوں۔ کاموں۔ اَور صحبت کا اثر ہوتا ہے کیونکہ اُس وقت اُنمیں اپنی عقل تو کافی نہیں ہوتی جیسا اَوروں کو کرتے دیکھتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں پس بدچلن لڑکوں کی بری مثالوں سے بچانا ضروری ہے علاوہ اسکے آجکل مدرسوں اَور مکتبوں میں بعض ایسی بدچلنیاں اَور بری عادتیں اور خرابیاں عموماً ہوتی ہیں جو تمام زندگی پر اپنا نہایت برا اثر ڈالتی ہیں اَور صحت ترقی عقل علم اَور اخلاق پر مہلک نتیجے پیدا کرتی ہیں جیسے لڑکوں کا آپس میں فعال شنیعہ وغیرہ کرنا نہایت غلیظ اَور فحش لفظ بات بات میں منہ سے نکالنے۔ سودا وغیرہ کھانا اَور کھلانا جو فضول خرچی قرضداری والدین کے رنج و تکلیف وغیرہ کا سبب ہوتے ہیں اَور بچپن سے ہی بالکل نفسانی حیوانی خواہشوں کے تابع کرتے ہیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کو۔ بداخلاقی۔ بیماری و کم عمری۔ اور کم عقلی و بے علمی سے بچانا چاہیں تو اُنکو لازم ہے کہ اُنکو جہانتک ہوسکے اپنی حفاظت اَور نگہبانی میں رکھیں اَور خواہ لڑکوں و لڑکیوں خواہ بڑی عمر کے مرد عورتوں کی صحبت بد سے بچائیں ہم اِس موقع پر اُن مضر اخلاقی اَور جسمانی نتایج کیطرف اشارہ کرنا بھی بے موقع نہیں جو خاص کر بچوں پر بچپن میں رنڈیوں کے ناچ میں جانے رنڈیوں سے چھیڑے جانے اُنکی گود میں لئے جانے۔ اُنسے باتیں کرنے اَور اُنسے اپنے بزرگوں اَور والدین کو فحش باتیں

اَوْر چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے دیکھنے سے ہونی لازمی ہیں۔ بچّوں کو شروع پیدایش سے جبتک اَور جسطرح ہوسکے ہرطرح کی بُری صُحبت بُرے خیال بُرے لفظون کے سُننے بُری کتابون کے پڑہنے سے بچانا چاہئے۔

یہہ وہ خرابیان ہیں جنکو مختصراً اِس موقع پر لکھا گیا ہے اَور جو عموماً آجکل کے طریق پرورش میں پائی جاتی ہیں جبتک ہمارے دیس کے مرد اور اُنسے زیادہ عورتیں یا مائیں ان خرابیونکے دور کرنیکی طرف توجہ نکرینگی اُنکی اولاد کا اچھا اُٹھنا اَور نیک اَور فرمانبردار وغیرہ ہونا محال ہے۔





اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	مضمون غلط	مضمون صحیح
١	١٦	بجننے	جنے
"	١٧	پلانا سونگھانا	پلانا یا سونگھانا
٣	٥	مبارک باد	مبارک بادی
"	"	کاتی	کافی
"	١١	۔ دودھ	اور اگر دودھ
"	١٢	چھابتونپیر	چھاتیونمیں
٤	٣	اسوقت ہی	اسیوقت
"	٦	اسیطرح	اسطرح
"	١٠	چند ہفتہ تک	تو چند ہفتہ تک
"	١٥	تاکہ بچہ	تاکہ بچہ میں
٥	٦	بچی	بچّی
"	٨	خوشی نہیں کو	خوشی انہیں کو
"	١٦	اعتدال	اعتدال
٦	٢١	لیا جاتا ہے	لی جاتی ہے
٧	١	تکلفیں	تکلیفیں
"	٢	غافلانہ	عاقلانہ
"	٩	نہچی	بھچی

صفحہ	سطر	مضمون غلط	مضمون صحیح
٧	٢١	برے	بڑے
٨	١٥	ہو	ہوگا
١٠	٧	جانتی	جانتیں
"	٢١	مگر	مگر جب
١٢	٧	بہیجدیں	بھیجدیں
"	١٩	ذرہ	ذرا
١٣	٥	ٹوبی	ٹوپی
"	٢١	صرف اتنا ہی	اتنا ہی
١٤	١٨	پوا	انکو پورا
١٥	١٠	پلانیسے	پلانیکے سبب
"	١١	اورونسے	اورونکا
"	١٩	نہو جائے	ہوجائے
"	٢٠	ذرہ	ذرا
١٦	٩	بچونکی دمائیں	بچونکی مائیں
"	١٤	نہیں	سے نہیں
١٧	٩	نپٹانا	کچھ نپٹانا
"	١٢	دانت صرف	دانت